REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ـــ ۲۱

ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر :- خورشید احمد انور

شمارہ ـــ ۲۷

شرح چندہ

سالانہ ۱۰ روپے

ششماہی ۵ روپے

ممالکِ غیر ۲۰ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ ہجری — ۶ وفاء ۱۳۵۱ ہش — ۶ جولائی ۱۹۷۲ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۴ وفاء (جولائی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں لندن سے آمدہ ۲۲ جون کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور مع حضرت بیگم صاحبہ و صاحبزادگان چند روز کے لئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہیں۔ اس سے قبل ۱۹ جون کی ایک اطلاع تھی کہ پچھلے دنوں شدید گرمی کے سبب حضور کو لُو لگ جانے کی تکلیف ہو گئی تاہم اب طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے حضور ایدہ اللہ ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ہمام کو صحت و عافیت سے رکھے اور سفر و حضر میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرام فرماتے آمین۔

قادیان ۴ وفاء۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اپنے تربیتی دورہ میں مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ مورخہ ۲۸ جون کو آپ مدراس سے بنگلور پہنچے جہاں ۱ جولائی کو ایک شادی میں شمولیت فرمائی اس کے بعد شموگہ تشریف لے جائیں گے اور بعدہ براستہ بنگلور حیدرآباد جانے کا پروگرام ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر رہے آمین۔

★ــ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔

علاقہ اُڑیسہ کا کامیاب تبلیغی و تربیتی دورہ

تالبرکوٹ سے بھونیشور تک

(رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ مدراس)

جماعت احمدیہ تالبرکوٹ

جماعتِ احمدیہ کٹک کے تبلیغی و تربیتی پروگراموں سے فارغ ہو کر اراکین وفد مورخہ ۵ احسان کی صبح ½۸ بجے بذریعہ موٹر تالبرکوٹ روانہ ہوئے۔ بستی سے تقریباً ایک میل باہر مکرم مقبول حسین صاحب جیپ کار لے کر ہمیں لینے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس طرح بذریعہ جیپ کار ہم لوگ گاؤں میں داخل ہوئے جہاں مکرم مولوی منظور احمد صاحب معلّم وقفِ جدید کی قیادت میں جماعتوں کے دوستوں نے وفد کا استقبال کیا

تالبرکوٹ میں جماعت قائم ہوئے کئی سال ہو چکے تھے۔ لیکن ایک عرصہ سے کوئی تبلیغی جلسہ منعقد نہیں ہُوا تھا۔ اس لئے اس موقعہ پر یہاں کا ہر فرد خوش خوش نظر آ رہا تھا۔ حسبِ پروگرام جلسہ کی پہلی نشست بعد نمازِ عصر ۵ بجے خاکسار کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔ مکرم نصیر الدین صاحب کی تلاوتِ قرآن مجید اور مکرم رشید علی خان صاحب کی اُڑیہ نظم کے بعد مکرم منظور حسین صاحب نے جماعتِ احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت اور اس کی مذہبی رواداری اور قومی یکجہتی کی تعلیم کے متعلق اُڑیہ زبان میں تقریر کی۔

چونکہ احمدیوں کے علاوہ باقی تمام سامعین اس گاؤں اور مضافات سے آئے ہوئے ہندو احباب پر مشتمل تھے اس لئے موعود اقوامِ عالم کے بارے میں سابقہ کتب کی پیشگوئیاں اور ان پیشگوئیوں کو پُورا کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کے ذریعہ صلح و آشتی اور امن و امان کے قیام کے متعلق مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نے بنگلہ زبان میں اور خاکسار نے اُردو میں تقریر کی۔ جس کا ترجمہ ساتھ کے ساتھ مکرم مولوی منظور احمد صاحب کرتے رہے۔ اس کے بعد نماز کے لئے اس جلسہ کی پہلی نشست ختم ہوئی۔

نمازِ مغرب و عشاء کے بعد جلسہ کی دوسری نشست محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب کی زیرِ صدارت خاکسار کی تلاوتِ قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ سب سے پہلے محترم مولانا امینی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا سلسلہ خالصۃً مذہبی ہے۔ ہمیں سیاست سے کسی قسم کا کوئی سروکار نہیں ہے۔ یہ جماعت دُنیا میں امن و امان اور شانتی پیدا کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے اس ضمن میں موصوف نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف تعلیمات سے سامعین کو مستفیض فرمایا۔

دوسرے نمبر پر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردہ عظیم روحانی انقلاب کی تفصیل بیان فرمائی۔ نیز موجودہ زمانہ کے گمراہ کن حالات میں حضرت احمد علیہ السلام کی آمد اور آپ کے ذریعہ دُنیا میں پیدا شدہ عظیم الشان روحانی انقلاب کا ذکر فرمایا۔ ہر دو تقاریر کا مکرم مولوی منظور احمد صاحب اُڑیہ زبان میں سُناتے رہے۔

اس کے بعد یہ جلسہ بھی نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ½۹ بجے اختتام پذیر ہوا۔ دوسرے دن بعد نمازِ فجر مسجد احمدیہ تارا کوٹ میں ایک خاص تربیتی اجلاس بلایا گیا جس میں بعض مقامی مسائل پر غور کیا گیا۔ اس کے بعد اراکینِ وفد صبح آٹھ بجے بذریعہ جیپ روانہ ہوئے۔ اور ½۹ بجے کے قریب کرڑاپلی پہنچے۔

جماعتِ احمدیہ کرڑاپلی

یہ بات یہاں خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس گاؤں کی ساری آبادی احمدیوں کی ہے۔ اس گاؤں میں نہ کوئی غیر احمدی ہے اور نہ کوئی غیر مسلم۔ اس طرح یہاں خالصۃً احمدی ماحول اور پُر امن اور رُوح پرور احمدی معاشرہ ہمیں نظر آتا ہے۔ یہاں کے معصوم احمدی بچوں اور مستعد نوجوانوں اور ان کی نگرانی کرتے ہوئے بزرگوں کو دیکھتے ہیں تو دلوں میں ناقابلِ بیان مسرت موجزن ہوتی ہے۔

یہاں ایک خوبصورت اور وسیع و عریض دو منزلہ عالی شان مسجد ہے۔ بہت ہی خوبصورت بلند سفید مینار اس مسجد سے ملحق قائم ہے۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس مینار کی تعمیر کے اکثر اخراجات ایک خاتون نے برداشت کئے تھے۔ اور اسے تعمیر ہوئے صرف دو یا تین ہی سال ہوئے ہیں۔

اسی طرح یہاں باقاعدہ ایک پرائمری سکول، مدرسہ احمدیہ (دینی درس گاہ) اور لائبریری موجود ہے۔ ہمارے بیسیوں نوجوان بچے یہاں سے ایک میل دور واقع ہائی سکول میں بھی تعلیم پا رہے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رُوحانی معاشرے کو قائم رکھے، اور یہ جماعت پھولے پھلے اور اس کی شاخیں مضافات میں بھی پہنچیں۔ آمین۔

گاؤں کے باہر مجلس اطفال الاحمدیہ کے بیسیوں بچے ہمارے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ اُن کی معیت میں ہم گاؤں میں داخل ہوئے تو مسجد احمدیہ کے باہر مکرم مولوی محسن خان صاحب مبلغ سلسلہ کرڑاپلی کی قیادت میں احبابِ جماعت نے مختلف اسلامی نعروں سے ہمارا استقبال کیا۔

تربیتی اجلاس

مسجد احمدیہ کے وسیع و عریض صحن میں مولانا امینی صاحب کی زیرِ صدارت بعد نمازِ مغرب و عشاء تربیتی جلسہ شروع ہُوا۔ تلاوتِ قرآن مجید اور اُردو و اُڑیہ نظموں کے بعد مکرم مولانا امینی صاحب نے احمدیت کی صداقت کے بارے میں نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مکرم مشرق علی صاحب ایم۔ اے نے بنگلہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ شہروں کے شہر اور گاؤں کے گاؤں احمدی ہوں گے۔ یہی پیشگوئی کے ایک حصّہ کو پُورا ہوتے ہوئے آج میں دیکھ رہا ہُوں کہ کرڑاپلی کی ساری بستی احمدیوں سے آباد ہے۔ اس ضمن میں آپ نے احباب کو بعض ذمّہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔

دوسری تقریر راقم کی تھی۔ خاکسار نے آیت کریمہ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا کی تلاوت کرتے ہوئے اس زمانہ کے حبل اللہ یعنی خلافت کو مضبوطی سے پکڑنے اور خلیفۂ وقت کی تمام تحریکات پر لبیک کہتے ہوئے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۶ر وفاء ۱۳۵۱ہش

امام مہدی کا ظہور اور علماء کی غلط فہمیاں

قضیۂ فلسطین اور اس کے بعد ایسے ہی مختلف النوع واقعات کے پے درپے ظہور پذیر ہونے سے مسلمان مایوسی کا شکار ہوئے جا رہے ہیں۔ درانحالیکہ مومن خدا کی رحمت سے کبھی ناامید نہیں ہوتا۔ حال ہی میں جو کچھ ہوا بلاشبہ وہ مسلمانوں ہی کی شامتِ اعمال کا نتیجہ تھا۔ اور اس طرح الٰہی تقدیر کے وہ نوشتے پورے ہوئے جن کے بارے میں قرآنی آیات اور مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حقیقت ترجمان کے ذریعہ آج سے چودہ سو سال پہلے واضح اشارے دیئے جا چکے تھے۔ اور جیسا کہ ہم اسی جگہ بار بار عرض کر چکے ہیں کہ سب کچھ وقوع پذیر ہو جانے کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل بڑا ہی تابناک اور روشن ہے۔ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور اس کے عروج کے بارہ میں خدا اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم حتمی طور پر خبر دے چکے ہیں۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں، پر خدا کے یہ وعدے بدل نہیں سکتے۔ وہ ضرور پورے ہوں گے، ہاں مسلمانوں کو کامل صبر و ثبات کے ساتھ ہر قسم کی قربانی اور ہر رنگ کے ایثار کے لئے تیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اسلام کا باغ خون سینچے بغیر پنپ نہیں سکتا۔ مال و دولت کو اس کی راہ میں خرچ کرنے اور دلوں میں تازہ ایمان پیدا کر کے مسلمانوں میں قوتِ عملیہ پیدا ہوگی، اور ان کے دن پھریں گے۔ قرآن و حدیث کے ایسے نکات کی تشریح و تفصیل بیان کرتے ہوئے خود بزرگانِ سلف واضح کر چکے ہیں کہ اسلام کی خزاں پر بہار کے دن حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک وجود ہی سے وابستہ ہیں۔ اس مقدس وجود کو چھوڑ کر یا اس سے منہ موڑ کر مسلمانوں کو نہ عزت ملنے والی ہے اور نہ صفحۂ زمین پر اسلام کی سربلندی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے والا ہے۔ ایک وقت تھا جب سبھی مسلمان اس مبارک وجود کے ظہور پذیر ہونے کے لئے چشم براہ تھے۔ اور اپنی تمام تر امیدیں اسی سے وابستہ سمجھتے تھے۔ مگر جب صبح کا ستارہ افقِ اسلام پر طلوع ہو گیا تو کمزور نگاہیں دیکھ نہ سکیں۔ حتیٰ کہ علماء کہلانے والے بھی طرح طرح کے شکوک و شبہات میں پڑ گئے۔ باوجودیکہ وقت پر ظاہر ہونے والے کی صداقت پر زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اہلِ ارض نے وہ بیسیوں علامات پوری ہوتے بچشم خود مشاہدہ کیں جو احادیثِ نبویہ میں ایسے مبارک وجود کی نسبت بیان ہوئیں حتیٰ کہ ایک ہی رمضان میں مقررہ تاریخوں پر پہلے چاند کو، اور پھر سورج کو گرہن لگا۔ بیانِ نبویؐ کے مطابق سچے مہدی کی صداقت کے یہ دو ایسے عظیم الشان نشان تھے کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے اس طور سے ان کا ظہور اب تک نہیں ہوا تھا ——!!

نیز اسی جگہ ہم بلاخوف لومۃ لائم یہ بات بھی متعدد بار واضح کر چکے ہیں کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے اور بموجب حدیث نبویؐ مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاهِلِیَّۃً۔ اب مسلمانوں کی سعادت مندی اسی میں ہے کہ امامِ وقت کی شناخت کرنے میں دیر نہ کریں۔ آپؑ کی قیادت میں خدمت و اشاعتِ دین میں لگ جائیں۔ اس سے مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ لوٹ سکتی ہے۔ اور اسلام کی خزاں بہار میں بدل سکتی ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک موقع پر بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب "تفہیمات" کا ایک اقتباس جو ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی میں شائع ہوا تھا جس میں کسی آئندہ وقت میں اہلِ ہنود کے اسلام کی طرف رجوع کرنے کا روحانی نکتہ بیان ہوا تھا، ہم نے اس اقتباس کو اپنے یہاں نقل بھی کیا اور ساتھ ہی اسی مضمون کا مگر نسبتاً زیادہ واضح ایک دوسرا اقتباس مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شائع کیا اور صاف لکھا کہ :-

"اگرچہ وہ بات جس کا دونوں برگزیدہ ہستیوں کے دو الگ الگ اقتباسات میں ذکر ہوا ہے یعنی ہنود کا اسلام کی طرف رجوع، یہ بات ابھی پیشگوئی کی حد تک ہے مگر ہمارا یقین ہے کہ وہ وقت ضرور آئے گا جب دیگر پیشگوئیوں کی طرح حضور علیہ السلام کی یہ پیشگوئی اور حضرت شاہ صاحبؒ کی وہ بات بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوگی۔ ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اپنے وقت پر اس کا ظہور حتمی امر ہے۔ کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے۔"

(بدر ۸/۶/۷۲ صـ۲)

معلوم ہوتا ہے کہ معاصر الجمعیۃ دہلی کو ہماری یہ سب باتیں سخت ناگوار گزری ہیں چنانچہ مسلمانوں کو [illegible] کرتے ہوئے ۱۳ر جون کا مقالہ بعنوان "اپنے آپ کو آواز دو" اسی پس منظر میں لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یقین نہیں آتا کہ یہ مقالہ مدیر محترم مولانا فارقلیط صاحب کا لکھا ہوا ہو۔ کیونکہ موصوف کے روایتی معقول، مدلل اور سلجھے ہوئے نگارشات سے کچھ میل نہیں کھاتا۔ بہرحال مقالہ نگار خواہ کوئی ہو مقالہ ہمارے سامنے ہے بیشک اس میں مسلمانوں کو آیتِ قرآنی "لیس للانسان اِلّا مَا سَعٰی" کے تحت اپنا بوجھ آپ اٹھانے کی ترغیب دی ہے لیکن ساتھ ہی اسلام کی امتیازی خصوصیات کو نہ صرف نظر انداز کر دینے کی مذموم کوشش کی گئی ہے بلکہ عجب رنگ میں ان سے استہزاء بھی کیا گیا ہے اور یہ صورت نہایت درجہ قابلِ اعتراض بن کر سامنے آتی ہے۔ اسی طرح مجموعی طور پر ایسا ہی تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو چند روز قبل مولانا دریابادی صاحب دے چکے تھے کہ "نہ امام مہدی آنا تھے، نہ آئے۔" جس سے قرآن و حدیث اور بزرگانِ سلف کی بہت سی باتوں کی تغلیط لازم آتی ہے۔ حتیٰ کہ مقالہ کے آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے مذکورۃ الصدر اقتباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رعونت اور تحقیر آمیز انداز میں ہمارا اور جماعتِ احمدیہ کا ذکر کر کے لکھا ہے :-

"جن لوگوں کا کاروبار ہی مہدویت اور مسیح موعود پر چل رہا ہے۔ انہوں نے اس بزرگ کے وجدان کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔ اس کے ایک ترجمان نے جو قادیان سے نکلتا ہے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ مسلمان جن مردانِ غیب کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں وہ تو آ بھی چکے اور دنیا سے رخصت بھی ہوتے۔ مہدی بھی آ گئے اور مسیح موعود بھی اور مسلمان ہیں کہ انتظار پر انتظار کئے جا رہے ہیں —— گویا اس ترجمان نے یہ عقدہ بھی کھول دیا کہ مردانِ غیب کا آنا بھی بے سود ہی رہا۔ ان کی آمد کی کرامت یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کو اور زیادہ آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ جب تک نہیں آئے تھے مسجدِ اقصےٰ محفوظ تھی، وہ آئے اور مصیبتوں کے در کھل گئے اور مسجد اقصیٰ بھی ہاتھوں سے گئی —— ہم یہاں کسی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے۔ یہ کالم بحث و مباحثہ کے لئے نہیں ہیں۔ ہم صرف مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک فریق نے مردانِ غیب کو بلا کر بھی کچھ حاصل نہ کیا تو پھر مسلمان انتظار کی زحمت کیوں اٹھائیں۔ اور لیس للانسان الاّ [illegible] کے بھروسے آنکھیں بند کریں۔ انتظار ختم کرو اور اپنے دست و بازو سے کام لو۔ اور خود میدان میں نکل کر اپنی قسمت کو للکارو اور اپنی عزیمت کا پھل پاؤ۔ اور وجدانی بیانات کو بزرگوں کے لئے ہی چھوڑ دو۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۳ر جون ۱۹۷۲ء صـ۳)

بقول معاصر انتظارِ مہدی کی بات ہی ختم نہ ہوئی بلکہ امام مہدی کے ساتھ دیگر بزرگوں سے بھی عامۃ المسلمین کو مستغنی کر دیا گیا۔ یا للعجب! ایسا کر کے یہ طالع آزما نہ جانے مسلمانوں کو ذلت و رسوائی کے اور کونسے گڑھے میں دھکیل دینا چاہتے ہیں!!

بھلے لوگو! وہ دست و بازو کس کام کے جن کو حرکت دینے والا روشن دماغ ہی نہ ہو؟ جانتے ہو اسلامی جمعیۃ کا یہ روشن دماغ کون ہے؟ وہ امامِ وقت ہے جس کے ربقۂ طاعت میں رہتے ہوئے ہر قسم کی جماعتی سعی و جہد کامیاب و کامران ہو سکتی ہے۔ اور تم ہو کہ اس سے بغاوت کر رہے ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ یَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور حقیقی جماعت بغیر امام کے متصور ہی نہیں، پھر اس سے انکار کیسا اور اس سے استغناء کیونکر؟

تم آنے والے سچے مہدی پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہو کہ اس کی آمد سے مسلمانانِ عالم کو اور زیادہ آزمائشوں سے گزرنا پڑا" "وہ آئے اور مصیبتوں کے در کھل گئے" حالانکہ یہ تمہارے ہی غلط فیصلہ اور تمہارے علماء کی نادرست قیادت کا خمیازہ ہے جو عامۃ المسلمین کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ یہ اسی قسم کا عذاب ہے جو صادقوں کو قبول نہ کرنے والوں کے لئے مقرر ہے۔ مولانا دریابادی صاحب کے چار طمانچوں والا نوٹ مستحضر کیجئے۔ جانتے ہو یہ طمانچے کیسے لگے؟ نیز علماء کی قیادت نے کسی وقت بھی مخلی بالطبع ہو کر اس پر غور کیا کہ یہ طمانچے کیوں لگے؟ اسی طرح مسلمانوں کو اپنے دست و بازو پر بھروسہ کرنے کا درس دینے والوں نے کبھی یہ بھی سوچا کہ یہ طمانچے کھاتے وقت ان کے دست و بازو کیوں شل ہو گئے اور ان کی نام نہاد عزیمت کیا ہوئی؟ پھر کس برتے پہ سعید روحوں کو بھی سچائی کے قبول کرنے سے روکتے ہو؟ کیا تم لوگ اس کے روحانی عواقب سے بے خبر ہو؟

زیرِ نظر مقالہ سارے کا سارا ہی اس قابل ہے کہ اس کا تفصیلی جائزہ لیا جائے اور حقائق کی روشنی میں بیان کر کے ایک ایک بات کا موازنہ کر کے بتایا جائے کہ حضراتِ علماء کس طرح کی غلط فہمیوں میں خود بھی مبتلا ہیں اور عامۃ المسلمین کو بھی اسی مرض میں مبتلا کر دینا چاہتے ہیں۔ اور حقیقت پسندی کا تقاضا ہے کہ جہاں تک ہو سکے جلد ان سب غلط فہمیوں کو دور کیا جائے کہ اسی میں خیر ہے۔

ابھی آپ نے مقالہ کی اختتامی باتیں ملاحظہ کیں، بطور نمونہ اس کا کچھ ابتدائی حصہ بھی ملاحظہ ہو جبکہ معاصر الجمعیۃ زیرِ نظر مقالہ کے آغاز میں مسلمانوں کو "اپاہج قوم" کے لقب سے نوازتے ہوئے لکھتا ہے:-

"اپاہج قوم کو یہ سن کر بڑی تسلی ہوتی ہے کہ مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند، مگر غیب سے کبھی کوئی مرد نہیں آیا جو اپاہجوں کا کام خود کر کے دکھائے۔"

پہلا سوال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو "اپاہج قوم" کس نے بنایا؟ مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند کی نشہ آور گولیوں کا رسیا کس نے بنایا؟

(باقی دیکھئے صـ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

غلبۂ اسلام کیلئے اس زمانہ میں اہم تحریک جاری ہے اس میں پوری ہمت اور اخلاص کے ساتھ حصہ لیتے چلے جاؤ

اگر تم ہر حالت میں خدمتِ دین کا عزم کر لو گے تو تمہاری مدد کیلئے آسمان سے فرشتے نازل ہونگے

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے مومنوں سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ اس کی راہ میں ثباتِ قدم دکھائیں گے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۴ امان ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۷۲ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ نے یہ آیات پڑھیں:-

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝

(الاحزاب : ۱۶)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔

(محمد : ۸)

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ (محمد : ۲۲)

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ۔ (محمد : ۳۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ۔ (محمد : ۳۴)

اور پھر فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے والے مومن بندوں سے ایک پختہ عہد لیا تھا اور جو ہمیشہ لیا جاتا رہا ہے۔ اور آپ پر ایمان لانے والے قیامت تک جس عہد کے پابند ہیں، وہ یہ ہے کہ جو لوگ حقیقی طور پر ایمان لائے ہیں، خدا تعالیٰ کی راہ میں انہیں جو مجاہدہ اور جد و جہد کرنی پڑے گی وہ اس سے منہ نہیں پھیریں گے، وہ اس سے پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عہد یاد دلایا ہے۔ قرآنِ عظیم جو قیامت تک کے لئے ایک

کامل شریعت

ہے، وہ ہر صبح و شام ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ تم نے اِس عہد کو بھولنا نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا عہد ہے جو خدا تعالیٰ سے باندھا گیا ہے اور اس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دِہ ہونا پڑے گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جس سے واقعی جواب طلبی کی گئی تم سمجھو کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی پر رحم کرنے پر آتا ہے تو اس کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے۔ وہ انہیں یہ جتاتا بھی نہیں ہے کہ ان کے کیا گناہ تھے۔ وہ اپنی رحمت میں انہیں لپیٹ لیتا ہے۔ اور نور کی چادر ان کے گرد باندھ دیتا ہے۔ اُس اگلی دنیا میں بھی کسی دوسرے کو بھی بلکہ خود اپنے آپ کو بھی پتہ نہیں لگے گا۔ خدا تعالیٰ کے نور اور اس کی رحمت کی چادر انسان اور اس کی بداعمالیوں کے درمیان کچھ اس طرح آجائے گی کہ خود انسان اپنے گناہوں، غلطیوں کوتاہیوں، بے ادبیوں اور نافرمانیوں کو بھول جائے گا۔ کیونکہ اگر وہ نہ بھولے، تو پھر جنّت کا وہ تصوّر باقی نہیں رہتا جیسے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ لیکن

مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ

یعنی جس کا واقعی حساب لیا گیا وہ ضرور ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ عہد ایسا ہے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور چیزوں کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ) تمہارا حساب لیا جائے گا۔ غرض یہ عہد ایک ایسا عہد ہے کہ یہ "مسئولا" ہے۔ یعنی تم سے اس کی جواب طلبی کی جائے گی۔ تمہیں اس کا حساب دینا پڑے گا۔ تم سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا اور تم سے اس بارے میں سوال کیا جائیگا کہ تم نے یہ عہد کیا تھا اسے تم نے کیوں نہیں نباہا۔

پس یہ ایک

بڑا پختہ عہد

ہے جو بندوں سے لیا گیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دِہ ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی ہلکا کام ہے جسے ہم نظر انداز کر دیں۔ انسان سوچتا ہے اتنی بڑی ذمہ داری مَیں نے نباہنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اس کی مہربانی کے بغیر مَیں اس عہد سے کیسے عہدہ برآ ہوں گا۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی قرآن کریم ہی نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اگر تم ثباتِ قدم چاہتے ہو تو اس کا ایک طریق یہ ہے کہ:

"اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ"۔

یعنی اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا۔ "لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ" میں بھی یہی بتایا گیا تھا ہمارا اپنے ربّ سے عہد ہے کہ ہم خدا کی راہ میں ثباتِ قدم دکھائیں گے۔ اور مختلف رنگ کے مختلف جہادوں سے کسی میں بھی ہم منہ نہیں پھیریں گے اور پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔

اگرچہ ان آیات میں خاص طور پر جنگ کا ذکر ہے جو ظاہری سامانوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے لیکن اس میں جو اصل بات بیان ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیٹھ نہیں دکھانی۔ اپنی ذمہ داریوں سے منہ نہیں پھیرنا بلکہ ہر حال میں ان کو نباہتے چلے جانا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری ذہنیت ایسی ہونی چاہیئے کہ تم ہر حالت میں اور ہر صورت میں

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد

کرتے رہو گے۔ اگر تمہارا یہ پختہ عزم ہوگا کہ تم خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے رہو گے اور کسی صورت میں بھی اس عہد کے خلاف کام نہیں کرو گے تو آسمان کے فرشتے نازل ہوں گے جو تمہارے قدموں میں ثبات پیدا کر دیں گے۔ اور پھر تم خدا تعالیٰ کی مہربانی سے اپنے عہد پر پورا اترو گے۔

پس يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ میں اس نصرتِ الٰہی کا وعدہ ہے جو خدا تعالیٰ کے فرشتے ثباتِ قدم پیدا کریں گے کیونکہ اس کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ اور "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ" کے ظاہری طور پر صرف یہی معنے نہیں کہ مثلاً لوگ خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے ہتھیار لے کر آگئے یا جہاد کے لئے پیسے دے دیئے بلکہ اللہ کے دین کی نصرت سے مراد وہ فدائیت ہے جو انسانی فطرت کا جزو بن جاتی ہے۔ جو اس کی ذہنیت بن جاتی ہے۔ جو انسان کی رُوح بن جاتی ہے۔ انسان کی ایمانی رُوح ہی یہ ہے کہ خواہ کچھ ہو جائے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے رہنا ہے۔ اور پھر دین کی یہ نصرت ہزار قسم کی ہو سکتی ہے کیونکہ ہزار قسم کے مطالبات ہیں جو ہزار قسم کے مختلف حالات میں کئے جاتے ہیں۔ مثلاً مالی قربانیاں ہیں۔ جان کی قربانیاں ہیں یعنی وقفِ زندگی کی شکل میں یہ زندگی کی قربانی ہے۔ پھر اشاعتِ قرآن کے لئے جد و جہد ہے جو آج کل بڑے زور سے شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں کامیابی عطا فرماتے۔ اور یہ دراصل جہادِ اکبر ہے۔ کسی آدمی نے پتہ نہیں یہ کیسے کہہ دیا تھا کہ اسلام کی اشاعت کے لئے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار ہو تب صحیح نتائج برآمد ہوتے ہیں لیکن نہیں، تو خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور یہی

حقیقی الٰہی آواز

ہے جو ہمارے کانوں میں پڑی ہے اور جس کا

ہم دنیا میں اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک ہاتھ میں قرآن ہے اور ہمارے دوسرے ہاتھ میں بھی قرآن ہے۔ قرآن کریم نے ہمارے دونوں ہاتھوں کو مصروف رکھا ہوا ہے۔ البتہ قرآن کریم جب یہ کہتا ہے کہ تلوار پکڑلو تو ہم تلوار پکڑ لیتے ہیں۔ لیکن قرآن ہی جب یہ کہتا ہے کہ مدافعانہ تلوار کا زمانہ گزر گیا۔ اب ہم نے تلوار کا کام قلم سے دکھانا ہے۔ اب ہم نے میدانِ تبلیغ میں کود کر اُن لوگوں سے مشابہت حاصل کرنی ہے جو میدانِ جنگ میں کود جاتے تھے۔ اب ہم نے میدانِ تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کے میدان میں ڈٹ جانا ہے۔ اور اس میں ثباتِ قدم کے ساتھ کوشاں رہنا ہے۔ ہم نے اس میدان سے منہ نہیں پھیرنا۔ کمزوری نہیں دکھانی۔ دنیا کے لالچ میں نہیں پڑنا۔ کیونکہ ہم نے خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ عہد کیا ہوا ہے کہ ہم تیرے دین کی مدد کریں گے۔

پس یہ وہ ذہنیت ہے جس کی طرف "اِن تنصروا اللّٰہ" میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اگر تم خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کیلئے اس طرح تیار ہو جاؤ گے کہ ہر دوسری چیز کو بھول جاؤ گے تو تمہاری یہی ایمانی رُوح خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کا ذریعہ بن جائے گی۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے ہیں۔ اور ہم نے آپ ہی کے ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا مشاہدہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی خدا تعالیٰ کے عشق میں مخمور ہو جاتا ہے اسے دنیا کی ہوش بھی نہیں ہوتی کہ میری کوئی تعریف کر رہا ہے یا نہیں۔ میرے اوپر کوئی لعن طعن کر رہا ہے یا نہیں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست ہوتا ہے۔

دل ریشم رفتہ بکوئے دگر
زخمہا بین و اعوذ ہمہ از بے خبر
پس ہر وقت خدا کے عشق میں مست
ہوتے۔ یہ ذہنیت ہے اسی کی طرف "اِن تنصروا اللّٰہ" میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی اگر تم اسی

فدایانہ ذہنیت کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے اور کچھ ادھر اور کچھ اُدھر نہیں جاؤ گے (انہی آیات میں آگے یہ کہا گیا ہے اُن کو میں نے اس وقت تلاوت نہیں کیا ان کا مفہوم بیان کر رہا ہوں کہ) تم یہ نہیں کہو گے کہ ہم کچھ باتوں کی اطاعت کریں گے اور کچھ میں اپنی مرضی چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم کچھ باتوں میں اپنی مرضی چلاؤ گے اور کچھ میں میری اطاعت کرو گے تو میری ساری اطاعت ضائع ہو جائے گی فرماتا ہے میں یہ نہیں کہوں گا کہ کچھ میری رحمت سے حصہ لے لو۔ اور کچھ میرے قہر اور غضب سے حصہ لے لو۔

پس اس ذہنیت کا پیدا ہونا جس کی طرف "اِن تنصروا اللّٰہ" میں اشارہ کیا گیا ہے بڑا ضروری ہے۔ خصوصاً ایک احمدی کے لئے بڑا ضروری ہے۔ اور احمدیوں میں سے اس گروہ کے لئے بڑا ضروری ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے ایک نیا عہد باندھا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں تیرے دین کے لئے تیری راہ میں وقف کرتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے "اِن تنصروا اللّٰہ" میں جس ذہنیت کی طرف اشارہ ہے اس کی مزید تشریح اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے

"طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ"

کامل اطاعت کرنی ہے اور بے چون وچرا اطاعت کرنی ہے۔ اور نیکی کی باتیں کر کے خدا تعالیٰ کی محبت کو دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ قولِ معروف میں نیک باتوں کے پھیلانے کے معنے بھی آتے ہیں۔ اشاعتِ قرآن کے معنے بھی آتے ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے متعلق اور بنی نوعِ انسان کے متعلق نیک باتیں کرنے کے معنے بھی پائے جاتے ہیں۔

پس قولِ معروف کے صرف نیکی کی باتوں کو پھیلانے کے معنے نہیں جس طرح کہ تم عام طور پر کہتے رہتے ہیں کہ نماز پڑھنی چاہیئے۔ وضو کے ساتھ پڑھنی چاہیئے۔ شرائط کے ساتھ پڑھنی چاہیئے۔ وقت پر پڑھنی چاہیئے۔ مسجد میں جا کر پڑھنی چاہیئے۔ باجماعت پڑھنی چاہیئے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنی چاہیئے وغیرہ

سینکڑوں ہزاروں احکام

ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے یہ بھی قولِ معروف ہے۔ یہ بھی نیکی کی باتیں ہی ہیں جو ہمیں ایک دوسرے کو کہتے رہنا چاہیئے۔ "ذَکِّر" میں بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور امام کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو احکام یاد دلاتا رہے۔ چنانچہ میرا آج کا خطبہ بھی اسی "ذَکِّر" کے نتیجہ میں۔ اسی کی روشنی میں اور اسی حکم کے ماتحت ہے۔ اس لئے کسی کے متعلق بدظنی کی بات نہ کی جائے۔ حُسنِ ظن کی جو بات کی جاتی ہے عزت واحترام کی جو بات کی جاتی ہے۔ جو حقارت کی بات نہیں ہوتی، جو پیارے پیارے نام رکھ کر بات کی جاتی ہے۔ اور بُرے نام نہیں رکھے جاتے۔ حقارت ہنسی اور تمسخر نہیں کیا جاتا۔ غرض یہ ساری باتیں "قولِ معروف" کے اندر آجاتی ہیں۔ یعنی نیکی کے احکام یاد دلانا اور دوسروں کے متعلق اپنی نیک رائے کا اظہار کرنا۔ بدظنی نہیں کرنی۔ آپس میں بھی بدظنی نہیں کرنی۔ جن کو خدا تعالیٰ نے امام بنا دیا ہے اس کے متعلق تو بالکل ہی نہیں کرنی۔ کیونکہ اس میں اور بھی بہت ساری ذمہ

داریاں آجاتی ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک استاد کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے شاگرد کے متعلق اس قسم کی بات کرے۔ اور اسی طرح شاگرد کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے اُستاد کے متعلق اس قسم کی بات کرے جو قولِ معروف کے منافی ہے۔ اسی طرح اگر تم امیر ہو تو تمہیں خدا تعالیٰ نے یہ حق نہیں دیا کہ اپنے باورچی یا اپنے گھر میں صفائی کرنے والے کے متعلق قولِ معروف کے علاوہ کوئی اور بات کرو۔ تم ان کے متعلق بھی نیک بات کرو۔ ان سے بھی پیار کی بات کرو۔ ان سے بھی عزت واحترام سے پیش آؤ ورنہ

قولِ معروف کے تقاضے

پُورے نہیں ہوں گے۔

پس "اِن تنصروا اللّٰہ" کی رُو سے تم نے اپنے اندر وہ ذہنیت پیدا کرنی ہے اور تم نے طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ کے لحاظ سے ایک تو کامل اطاعت کا نمونہ دکھانا ہے۔ دوسرے اپنے معاشرہ میں کامل حُسن کا نمونہ دکھانا ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے عظیم نور کی طرح خود بھی ایک عظیم نور تھے۔ آپ ایک ایسا نور تھے جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ ایسا حُسن کہ "دو خوبصورتیوں" میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ کوئی غیریت نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو حُسن اس کے قول کے ذریعہ ظاہر ہُوا اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو حُسن حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے ذریعہ ظاہر ہُوا۔ اس میں یعنی ان دو خوبصورتیوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

پس اس سے یہ ظاہر ہُوا کہ تم نے دُوسروں کے متعلق نیکی کی باتیں بھی کرنی ہیں اور نیک باتیں بھی کرنی ہیں۔ تم نے دُوسروں کے متعلق بُری باتیں نہیں کرنی۔ تم نے اطاعت کا کامل نمونہ دکھانا ہے۔ تب تم "اِن تنصروا اللّٰہ" کی بناء پر اس گروہ میں شامل ہو سکتے ہو جو "یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ" کا مصداق ہے۔ کیونکہ تم نے خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے ایک ایسا عزم کر لیا۔ ایک ایسا عہد کر لیا، ایک ایسی نیت کر لی اور ایک ایسا ارادہ کر لیا ہے جو تمہاری ساری زندگی کے ارادوں پر محیط ہو گیا ہے۔ تمہارا کوئی ارادہ اس سے باہر نہیں رہا۔ تم نے یہ پختہ عزم کر لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے باہر نہیں جائیں گے۔ ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں آگے بڑھیں گے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ جو تکلیف سامنے آئیں گی ہم ان سے پیچھے کی کوشش نہیں کریں گے جو روکیں پیدا ہوں گی ہم ان کو پھلانگیں گے یا ان کو پرے ہٹا دیں گے۔ اس لئے تم میں سے کسی کا یہ کہنا کہ جی روک پیدا ہو گئی ہے، راہ میں کانٹے بچھ گئے ہیں پاؤں زخمی ہوتے ہیں دل دُکھتے ہیں سینہ چھلنی ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ چھلنی ہونے دو کیونکہ تم نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ خواہ کچھ ہو جائے تم خدا کی راہ میں قربانیوں سے مُنہ نہیں پھیرو گے اور پیٹھ نہیں دکھاؤ گے۔

مَیں نے کئی دفعہ کہا ہے اور میں یہ بات بڑی سنجیدگی سے کہتا رہا ہوں اور اسے اب بھی دُہرا دیتا ہوں کہ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ (جب تم خدا کے دین سے پیٹھ پھیر لو گے تو وہ) تمہاری پیٹھوں کی حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہارے سینوں کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کی تاریخ بھی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ جب بھی دشمنِ اسلام کے سامنے دعویٰ اسلام کرنے والے کی پیٹھ آئی اسے چھید دیا گیا۔ اور جب بھی دشمنِ اسلام کے سامنے ایک

مسلمان مومن کا سینہ

آیا اور اس کا چہرہ سامنے آیا اور اس نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آگے بڑھنے کی کوشش کی تو دشمن ناکام اور ذلیل ہُوا۔ وہ اس دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہُوا اور جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی ذلت ہے وہ تو اس دُنیا کی ذلّت سے کہیں زیادہ ہے۔

ویسے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی چارپائی پر نہیں مرے گا یا میری راہ میں شہادت نہیں حاصل کرے گا۔ کیونکہ زندگی اور موت تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے لیکن جہاں تک انسانی زندگی کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ تم اپنی زندگی میں جس نیک مقصد کی خاطر میری راہ میں ثباتِ قدم دکھاؤ گے اور پیٹھ نہیں پھیرو گے اس مقصد میں کبھی ناکام نہیں ہو گے۔

باقی بچے بھی مرجاتے ہیں ملیریا بُخار سے بھی ٹائیفائڈ سے بھی اور سِل سے بھی۔ بعض دفعہ ٹھوکر لگتی ہے نیچے گرتے ہیں سر پر کسی ایسی جگہ چوٹ لگتی ہے جو جان لیوا ثابت ہوتی ہے پس یہ مرنا تو انسان کے ساتھ لگا ہُوا ہے لیکن جو شخص پیٹھ دکھاتا ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ پیٹھ اس لئے دکھاتا ہے کہ اُسے ابدی زندگی مل جائے۔ مگر بعض دفعہ وہ پیٹھ دکھا کر اپنے گھر تک نہیں پہنچا ہوتا کہ راستہ میں اس کی جان نکل جاتی ہے۔ اگر ایسا کمزور ایمان اور منافق دس گھنٹے اور ایمان پر پختہ رہتا تو وہ جنت میں جاتا لیکن اس نے آخری دس گھنٹوں میں اپنی ہلاکت کے سامان پیدا کر لئے۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اپنے اندر یہ ذہنیت پیدا کر لو کہ تم ہر قیمت پر اور

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے رہو گے۔ تو میں آسمان سے تمہاری مدد کے لئے فرشتے بھیجوں گا۔ اور وہ تمہارے قدموں کو مضبوط کر دیں گے اور تمہیں اس قابل اور اہل بنا دیں گے کہ تم اپنے وعدہ پر پورے اتر سکو۔ تم نے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ تم پیٹھ نہیں دکھاؤ گے۔ مگر تم بشری کمزوریوں کے ساتھ ہماری مدد کے بغیر اور

فرشتوں کے سہارے

کے بغیر اپنا یہ عہد پورا نہیں کر سکتے۔ لیکن ہماری مدد یعنی فرشتوں کا جو سہارا ہے وہ تمہیں اس صورت میں مل سکتا ہے کہ

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ

کی رو سے تم یہ عہد کر لو کہ خواہ کچھ ہو جائے ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے یعنی غلبہ اسلام کے لئے جو جدوجہد ہو رہی ہے اور اشاعت اسلام کے لئے جو بڑی اہم تحریک ہوئی ہے ہم اس میں حصہ لینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور کسی چیز کی پرواہ نہیں کریں گے خواہ کچھ ہو جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد سے کبھی باز نہیں آئیں گے۔ ہمارے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہیں آئے گا کہ خدا کے دین سے منہ پھیر لیں۔ تب آسمان سے فرشتے آئیں گے اور تمہارے پاؤں کو

صراطِ مستقیم پر

مضبوطی سے قائم کر دیں گے۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ کی کیفیت طَاعَۃٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ میں بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ سورۂ محمدؐ میں آگے چل کر طاعۃ کے یہ معنے بھی بیان ہوئے ہیں کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ بعض باتوں میں ہم تمہاری اطاعت کریں گے اور بعض باتوں میں اطاعت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا تمہیں کامل اطاعت کرنی پڑے گی جب امام نے ابھی عزم نہیں کیا۔ کیونکہ مومن اس وقت بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم اطاعت کریں پھر ان کے مشورہ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق جب ایک فیصلہ ہو جاتا ہے تو وہ شخص جو مومن ہے اور پختہ ایمان والا ہے اور جو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا چاہتا ہے، جو کامل اطاعت کا نمونہ دکھا رہا ہوتا ہے جو نیکی کی باتیں کرتا اور خود

اپنے معاشرہ میں نیک باتیں

کرتا ہے وہ اس فیصلہ پر بے اختیار یہ کہہ اٹھتا ہے اے خدا! میری روح کی بھی یہی آواز تھی جو تیرا حکم آیا ہے۔ میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے میرے لئے پہلے ہی ہدایت کے سامان پیدا کر دئے ہیں۔

لیکن ایک گروہ کمزور ایمان والوں کا بھی ہوتا ہے چنانچہ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ کی رو سے جس وقت عزم کیا جاتا ہے تو ایسے لوگ اطاعت نہیں کرتے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

فَاِذَا عَزَمْتَ (آل عمران: ۱۶۰)

فرمایا ہے یعنی کسی کام کے عزم کا ایک آدمی ذمہ دار ہے اور دینی لحاظ سے ہر کام کے اصل ذمہ دار تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ آپؐ زندہ ہیں اور

قیامت تک زندہ رہیں گے

اس لئے فَاِذَا عَزَمْتَ کی رو سے دراصل عزم انہی کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میرے جیسے کمزور بندوں کو آپؐ کی نیابت میں کھڑا کر دیتا ہے۔ چنانچہ مجھ سے پہلے لاکھوں کروڑوں لوگ مختلف شکلوں میں آئے۔ کئی اولیاء کی شکل میں آئے کئی محدثین کی شکل میں آئے اور کئی خلفاء کی شکل میں آئے۔ دراصل تو خلافت ہی ہے۔ لیکن خلافت کی آگے کئی شکلیں بن جاتی ہیں۔ غرض جو سلسلۂ خلافت اس وقت قائم ہے اور پہلے بھی تھا کئی بزرگ اس شکل میں بھی آئے لیکن خلافت ہی کی جو دوسری شکلیں ہیں ان میں بھی آئے جیسے محدثیت ہے۔ یہ بھی خلافت ہی کی ایک شکل ہے۔ یا ان میں سے اولیاء اللہ اور مقربین الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کو یہ کہتا ہے کہ اس محدود دائرے میں اس تھوڑے سے وقت میں تم

میرے بندوں کی اصلاح کرو

اور میرے دین کی مدد کرو۔ تو اگر ان کا اپنا کوئی وجود ہو یا اگر ان میں سے کوئی یہ سمجھے کہ میرا کوئی مستقل وجود ہے تو وہ احمق اور ہلاک شدہ ہے۔ روحانی لحاظ سے زندہ اور قائم اور زندگی دینے والے اور قائم رکھنے والے خدا تعالیٰ کا حکم (اصل تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے لیکن اس کے حکم) اور اس کے منشاء اور اس کے فیصلہ کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی تجلیات و تمام صفات کا آپؐ کو متصف بنا دیا ہے تب ہی تو یہ فرمایا ہے کہ اے محمدؐ! تو دنیا کا نور ہے۔ تب ہی تو فرمایا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز کی طرف آؤ وہ تمہیں زندہ کرتا ہے اگر آپؐ

حق کی صفت کے مظہرِ اتم

نہ ہوتے تو لوگوں سے یہ نہ کہا جاتا کہ اس آواز پر لبیک کہو کہ یہ تمہیں زندہ کر دے گی پس عزم تو وہی ہے لیکن طفیلی طور پر نیابت میں دوسرے عزم بھی ہوتے ہیں چنانچہ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ کی رو سے جس وقت امام وقت کوئی فیصلہ کرتا ہے تو ایک دوسرا گروہ بہک جاتا ہے۔ یا جس وقت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیصلے کیا کرتے تھے تو منافق اور کمزور ایمان والے بہک جاتے تھے۔ حالانکہ

خدا تعالیٰ فرماتا ہے

فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ اس عہد کو جو انہوں نے کیا تھا اگر سچ کر دکھاتے اور اس موقع پر جو عزم کیا گیا ہے وہ اگرچہ ان کے خیالات اور خواہشات اور ان کی مرضی اور ان کی سہولتوں کے خلاف تھا تو پھر وہ بھی کہتے کہ "طاعۃ" کا ہمارا عہد ہے یعنی ہمارا یہ عہد ہے کہ کسی صورت میں ہم اپنے منہ نہیں پھیریں گے۔ اور پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ فرمایا فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ اگر وہ اپنے عہد کو پورا کر کے اپنے عہد میں سچے ثابت ہو جاتے ہیں لَکَانَ خَیْرًا تو تمام تر ان کیلئے

بھلائی ہی بھلائی کے سامان

پیدا ہوں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تمہیں اس طرح چھوڑنا تو نہیں۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ جس طرح دنیا بھول کر تمہیں ثابت قدم سمجھتی ہے کامل اطاعت گزار سمجھتی ہے۔ قولِ معروف پر کاربند سمجھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار سمجھتی ہے اسی طرح تم خدا تعالیٰ کو بھی دھوکا دے لو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم تو تمہیں سمجھتے ہیں۔ ہم دنیا کو بھی بتا دیں گے کہ تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ ہم تمہاری ضرور آزمائش کریں گے اور اس سلسلہ میں یہ ابتلاء اور یہ امتحان اللہ تعالیٰ اپنے علم میں زیادتی کے لئے تو نہیں پیدا کیا کرتا بلکہ وہ تو یہ دوسروں کو دکھانے کے لئے لاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے علم سے تو کوئی چیز پوشیدہ رہ ہی نہیں سکتی کسی لحظہ بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی یہ

ابتلاء اور امتحان

کیا خدا تعالیٰ خود جاننے کے لئے نازل کرتا ہے (نعوذ باللہ) کہ کیسی ہے اطاعت؟ کیسا ہے اخلاص؟ کیسا ہے ایثار اور کیسی ہے فدائیت! خدا تعالیٰ کو تو ان کا پہلے سے علم ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا سمجھ کر تم نے اپنے نفسوں کو دھوکا دیا کہ اگر ہم انسانوں کو دھوکا دے سکتے ہیں تو خدا تعالیٰ کو بھی دھوکا دے سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مجھے تو تم دھوکا دے ہی نہیں سکتے لیکن میں

اپنے بندوں کو بھی تمہارے دھوکے میں نہیں پھنسنے دوں گا۔ تمہارے لئے ابتلاء پیدا کروں گا۔ تمہارے لئے امتحان لاؤں گا۔ پھر دنیا کو پتہ لگ جائے گا کہ مجاہد اور صابر کون ہے اور وہ جو پارسائی کی چادر اوڑھے ہوئے تھا اس کے اندر کتنا گند بھرا ہوا ہے۔ ایسے شخص کا ظاہر تو تھا لیکن باطن نہیں تھا۔ اس کا چھلکا تو تھا لیکن مغز نہیں تھا اس کا جسم تو تھا مگر روح نہیں تھی۔ غرض ایسا شخص انسان کو بھی دھوکا نہیں دے سکے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ وہ ننگا ہو کر بے مغز ہونے کی صورت میں اور ایک ایسے جسم کی شکل میں جس کے اندر روح نہیں ہے دنیا میں وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے سامنے آ جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ

تمہیں چاہیئے تھا

کہ تم اپنے عہد کو سچ کر دکھاتے اور اب [illegible] کیجئے کہ تم اپنے عہد کو سچ کر دکھاؤ تمہارے لئے ابتلاء اور امتحان کے سامان پیدا کر دئے گئے ہیں۔ یہ فرمایا نَبْلُوَا اَخْبَارَکُمْ ہم تمہارے اندرونے کی بھی آزمائش لیں گے یعنی ظاہر بین نگاہ صرف ظاہر کی کمزوریاں نہیں دیکھے گی بلکہ ایک ظاہر بین اور صاحب بصیرت و بصارت تمہارے اسرار کی یعنی اندرونے کی کمزوریاں بھی دیکھے گا کیونکہ تمہیں ننگا کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور تمہاری سازشیں اور تمہاری شیخیاں کرکری ہو کر رہ جائیں گی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ فرمایا کہ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

خدا اور اس کے رسول کی اطاعت

کرتے چلے جاؤ اس وقت تک کہ تم اس دنیا میں آخری سانس لو۔ اور یہی اس تسلسل کا مفہوم ہے۔ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ سے نکلتا ہوا نتیجہ ہے۔ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ میں فرمایا کہ تم اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔ کیونکہ نیکی کو سوائے بدی کے اور کوئی چیز ضائع نہیں کر سکتی۔ ہر نیکی بدی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ہر نیکی بدی کا ازالہ کر جاتی ہے۔ ہر نیکی خدا تعالیٰ کا ایک نیا پیار جذب کر کے پیار کے جذبات پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن اگر کسی کے آخری حصہ میں نیکی کی بجائے بدی ہو اور استکبار ہو تو گویا سب نیکیاں رائیگاں ہو گئیں۔ سب ضائع ہو گئیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان کا دعوے کرنے والو! آخری وقت تک آخری سانس تک خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول اور رسول کے نائبین کی اطاعت کرتے چلے جانا تاکہ ایسا نہ ہو کہ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ کی رو سے تمہارا انجام بخیر نہ ہو اور تمہارے سارے

کئے کرائے پر پانی پھر جائے۔ اور تمہارے اعمال باطل اور ضائع ہو جائیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے ہمیں شیطان کے اس شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں

فرشتوں کے پہرے میں

رکھ کر ہمارا انجام بخیر کرے۔ اور دُنیا کی کوئی طاقت اور دنیا کی کوئی قوت اور دنیا کے سارے اموال مل کر بھی ہمیں جھوٹا ثابت کرنے والے نہ ہوں۔

(فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ میں جس کی طرف اشارہ ہے) کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے مطابق ہم سچے ثابت نہ ہوں بلکہ عند اللہ سچے ثابت نہ ہونے والے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ بلکہ ہم اس گروہ میں شامل ہوں جس کے متعلق اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (الاحزاب۔ ۲۴)

کیونکہ انہوں نے اپنے کام حسن سے، پیار سے، ایثار سے، فدائیت کے ساتھ اور

عشقِ الٰہی میں مست ہو کر

پورے کر دیئے اور اب وہ اپنے نیک انجام کو پہنچ گئے

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نیک انجام کو پہنچے اور ہمیشہ ہر حالت میں ثابت قدم رہے اور دنیا کی ساری طاقتیں مل کر اور دنیا کے سارے اموال جمع ہو کر اور دنیا کے سارے منصوبے متحد ہو کر بھی ہمارے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیار، اس کی رحمت اور برکت سے اس کے فرشتوں کا ہمیں ہمیشہ سہارا ملتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ہی نعمت ہمیشہ عطا فرمائے۔

درخواست ہائے دعا

طلباء مدرسہ احمدیہ نے اپنی اپنی کلاسوں کے سالانہ امتحانات دیئے ہیں۔ احباب ان سب کی کامیابی کے لئے دعا فرما دیں۔ نیز یہ کہ وہ سب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لئے مفید وجود بن سکیں

ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

مکرم سردار بلونت سنگھ صاحب برک جو لنڈن سے رخصت پر ہندوستان آئے ہوئے ہیں ان کا بچہ گزشتہ دنوں بیمار تھا اور عزیز کی صحت کے لئے درخواست دعا کا اعلان بدر میں کیا گیا تھا۔ اب ان کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ بچہ خدا کے فضل سے اب ٹھیک ہے۔ الحمد للہ۔ وہ احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور مزید دعا کی درخواست کرتے ہیں　　خاکسار نبی احمد گجراتی درویش

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

کا

جماعتہائے احمدیہ بھدرک، کرڑاپلی اور پنکال (اڑیسہ) کا تربیتی دورہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے قیام بھوبنیشور کے دوران مندرجہ بالا جماعتوں کی دلجوئی کو مدنظر رکھتے ہوئے مع اہل وعیال تربیتی دورہ کا پروگرام بنایا۔ بھوبنیشور سے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب اور مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر سیدھے کیرنگ کے لئے روانہ ہو گئے اور خاکسار کو محترم صاحبزادہ صاحب کے اس سفر میں رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ فالحمد للہ۔ چنانچہ یہ قافلہ بھوبنیشور سے ۱۳ جون کی صبح کار میں روانہ ہو کر نماز ظہر سے قبل بھدرک پہنچا جہاں احباب نے محترم صاحبزادہ صاحب کا اور خواتین نے محترمہ بیگم صاحبہ اور بچوں کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

بھدرک میں سہ پہر تک مکرم ہارون رشید صاحب کے ہاں قیام رہا۔ نمازیں بھی اسی جگہ ادا کی گئیں۔ شام کو مکرم عبد الہادی صاحب برادران کی نئی بلڈنگ کے افتتاح کیلئے محترم صاحبزادہ صاحب تشریف لے گئے۔ اسی بلڈنگ میں نماز مغرب و عشاء ادا کی گئی اور مالکان بلڈنگ نے اس خوشی میں شیرینی تقسیم کی۔

اس تقریب سے فراغت پا کر محترم صاحبزادہ صاحب مع اہل وعیال مکرم عبد الہادی صاحب اینڈ برادرز کے مکان پر تشریف لے گئے جہاں آپ کے لئے شام کے کھانے اور رات کی رہائش کا انتظام تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے احباب کو ملاقات اور اپنی بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ بھدرک کی جماعت نے صبح کے ناشتے کے بعد معزز مہمانوں کو کرڑاپلی کے لئے دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ راستہ میں آٹھ گڑھ کے ایس ڈی ایم صاحب کے دفتر گئے۔ موصوف نے بھوبنیشور کے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کے مینجر کو ہدایت کی۔ چنانچہ دوپہر کے آرام کے لئے سرکٹ ہاؤس میں کمرے ریزرو کئے ہوئے تھے۔ معزز مہمانوں کو سرکٹ ہاؤس پہنچاتے ہی موصوف نے اپنے اسسٹنٹ کو بھجوایا جس نے موصوف کی عدم موجودگی میں چائے سے معزز مہمانوں کی تواضع کی۔ اور کوٹ پلہ کرڑاپلی و پنکال کے دورہ کے بارہ میں موصوف نے جو انتظامات کئے تھے ان سے آگاہ کیا۔ چنانچہ حسب پروگرام سٹیٹ کار معزز مہمانوں کو سیدھے کوٹ پلہ کے لئے روانہ ہوئی۔ راستہ میں کرڑاپلی اور پنکال کے احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ سب نے خوش آمدید کہا۔ مین روڈ سے کوٹ پلہ تک پہنچنے والی سڑک ہموار نہ تھی لہٰذا گاڑی راستہ میں مجبوراً رک گئی۔ اسی جگہ جماعت کے تمام مرد، زن اور بچگان استقبال کے لئے پہنچ گئے۔ سب نے خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا۔ محترمہ بیگم صاحبہ کو اس طویل سفر کی کوفت اور شدتِ گرما کی وجہ سے سر درد کی شکایت ہو گئی۔ اس لئے سیدہ موصوفہ گاؤں تشریف نہ لے جا سکیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب اور خاکسار گاؤں میں گئے۔ وہاں باقی ماندہ احباب سے بھی آپ نے ملاقات کی۔ ان کی تکالیف اور بیش آمدہ مشکلات کا علم حاصل کیا۔ نمازیں باجماعت ادا کیں اور اجازت لے کر رخصت ہوئے۔ سارے احمدی احباب جہاں کار رک گئی تھی اس جگہ پہنچ کر معزز مہمانوں کو پنکال کے لئے دعاؤں کے ساتھ الوداع کہا۔ چنانچہ نصف گھنٹہ تک پنکال پہنچ گئے۔ جماعت کے احباب استقبال کے لئے جمع تھے۔ محترم صدر صاحب اور ان کے بھائی نے معزز مہمانوں کو اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ پنکال کے مردوں نے فرداً فرداً محترم صاحبزادہ صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور خواتین نے محترمہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا

شام کے وقت ایک تربیتی جلسہ رکھا گیا تھا جس میں محترم صاحبزادہ صاحب نے خطاب فرمایا اور جماعت کو نئی پود کی تعلیم کے بارہ میں موثر رنگ میں توجہ دلائی۔ چنانچہ اگلے دن محترم صاحبزادہ صاحب کی کرڑاپلی روانگی سے قبل جماعت کے احباب مسجد میں جمع ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں کل کے خطاب کے بارہ میں مکرم محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی نے جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے یقین دلایا کہ جماعت اپنی نئی نسل کی تعلیم کا انشاء اللہ انتظام کرے گی۔ اور اس سلسلہ میں مرکز سے تعاون کی اپیل کی۔ جو محترم میاں صاحب نے منظور فرمائی۔ ساری جماعت نے معزز مہمانوں کو اپنے اخلاص و محبت کے اظہار کے علاوہ دعاؤں کے ساتھ کرڑاپلی کے لئے رخصت کیا۔ تھوڑی دیر میں کار کرڑاپلی پہنچ گئی جہاں مسجد کے قریب سب افرادِ جماعت استقبال کے لئے جمع تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کو مسجد سے متصل ایک مکان میں ٹھہرایا گیا۔ آپ نے فرداً فرداً سب احباب کو ملاقات کا شرف بخشا اور استقبالیہ اجتماع میں بچوں بچیوں کی تلاوت اور نظمیں سن کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ نیز اس موقع پر آپ نے چند دینی سوالات نوجوانوں سے دریافت فرما کر ان کی دینی قابلیت اور معلومات کا جائزہ لیا۔ محترمہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں تمام خواتین شرف ملاقات کے لئے حاضر ہوئیں۔ شام کے وقت جماعت نے تربیتی جلسہ کا انتظام کیا تھا جس میں تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے جماعت میں جو خدا تعالیٰ نے جذبہ محبت و الفت و اخوت رکھا ہے اس کی بنا پر خدا کا شکر ادا کیا اور مختصر دورہ کے بارہ میں فرمایا کہ نہ تو اس سے موصوف کی پیاس بجھی ہے اور نہ ہی جماعت کی تاہم خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایک دوسرے سے ملاقات کا موقع بخشا ہے۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ایسے مواقع عطا فرماتا رہے۔ اس جماعت میں بھی صاحبزادہ صاحب نے جماعت کو بچوں کی دینی تعلیم کے ساتھ اعلیٰ تعلیم دلانے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز شادی بیاہ کی بد رسوم سے بچنے اور اس بارہ میں اسلامی تعلیم کو ملحوظ رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور اس کے بعد معزز مہمانوں کو کھانا کھلا کر الوداع کہا۔ یہ قافلہ رات کے گیارہ بجے کے قریب کٹک پہنچا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے مع اہل وعیال مکرم اظہر الحق صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب ڈی ایس پی کے ہاں قیام فرمایا۔ صبح ناشتہ کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے احباب سے ملاقات فرمائی۔ اور جماعت کی پُر خلوص دعاؤں کے ساتھ بھوبنیشور کے لئے رخصت ہوئے۔ اور نماز جمعہ سے قبل وہاں پہنچ کر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں قیام فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد چار بجے خوردہ کے لئے روانہ ہوئے اور مغرب کے قریب وہاں پہنچے۔ مکرم سید فضل الرحمٰن صاحب کے ہاں مختصر قیام کے بعد قافلہ کیرنگ کیلئے روانہ ہوا۔ وہاں ایک بڑی تعداد میں احباب جمع تھے اور سٹیٹ کے سابق منسٹر شری رادھاناتھ رتھ جو سب سے کثیر الاشاعت اڑیہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں خیر مقدم کیلئے موجود تھے جماعت نے اور شری رادھاناتھ رتھ صاحب نے پُر جوش استقبال کیا۔

قسط ۱

پولوس کی طرف سے عیسائیت میں ردّ و بدل

مسیح کی صلیبی لعنتی موت سے نجات

مسیحی مناظر پادری عبدالحق صاحب کی لن ترانیوں کا جواب

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ جس نے کوئی واجب القتل کام کیا ہو اور اسے قتل کر دیا جائے اور پھر بعد ازاں اسے درخت پر لٹکایا جائے تو وہ بلا شک ملعون ہوتا ہے۔ اگر مسیح نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا تھا اور نہ ہی اس کو مار کر لٹکایا گیا تھا۔ اس لئے وہ ملعون نہ تھا۔ بیشک پادری صاحب کے نزدیک مسیح ان دونوں باتوں سے پاک تھا مگر پولوس نے باوجود اس کے کیوں مسیح کو ملعون قرار دے دیا اور یہود کا موقف اپنا لیا۔ اسے تو یہ کہنا چاہئے تھا اے یہود تمہارا خیال کہ مسیح ملعون ہے باطل ہے کیونکہ اول تو اس نے کوئی گناہ نہ کیا تھا دوم وہ مار کر صلیب پر لٹکایا نہ گیا تھا۔ مگر وہ اس کے برخلاف مسیح کو ملعون بتاتا ہے۔ اسے تو چاہیئے تھا کہ وہ یہود سے پوچھتا کہ مسیح نے تورات میں درج لعنت والا کونسا کام کیا ہے اور کب وہ مار کر صلیب پر لٹکایا گیا ہے؟ مگر اس نے ایسا نہ کیا۔

پادری صاحب نے لکھا ہے کہ شریعت کے اعتبار سے بعض گناہ ایسے ہیں جن کو باعث لعنت قرار دیا گیا۔ مگر مسیح ان میں سے کسی گناہ کے مرتکب نہ ہوئے تھے کہ لعنتی بنتے یہ درست ہے مگر یہود کے نزدیک انہوں نے افترا کے طور پر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بائیبل میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ (استثنا ۱۳: ۱-۵) و (۱۸: ۲۰) اور حزقیل ۱۳: ۳-۱۴ میں لکھا ہے کہ جھوٹے نبی پر میرا ہاتھ چلے گا اور وہ ہلاک کیا جائے گا۔ ایسا ہی یسعیاہ نبی کی کتاب ۹: ۵ میں ہے کہ جھوٹا نبی اسرائیل کی دم ہے خدا اسے کاٹ ڈالے گا۔ اور یرمیاہ نبی کی کتاب ۲۳: ۵-۲۱ ہے کہ خدا جھوٹے کو سمّ قاتل کا پانی پلائے گا۔ اور زکریا نبی کی کتاب ۱۳: ۲-۵ میں ہے کہ خدا جھوٹے نبیوں کو ہلاک کرے گا۔ اور اعمال ۵: ۳۵-۴۰ میں ہے کہ جھوٹا مدعی تھیوڈاس اور یہوداہ جلیلی ہلاک ہو گئے۔ ایسا ہی داؤد کی کتاب زبور میں بھی ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت ہلاک کیا جاتا ہے۔ سو اس کے مطابق یہود نے مسیح کو صلیب کے ذریعہ سے ہلاک کر کے جھوٹا اور لعنتی ثابت کرنا چاہا مگر خدا نے اسے بچا لیا لیکن یہود نے کہا کہ ہم نے اسے مصلوب کر کے لعنتی و کاذب ثابت کر دیا ہے۔ پولوس نے یہود کی ضد اور ہٹ دھرمی سے متاثر ہو کر اپنے سابقہ موقف کو ترک کر کے تسلیم کر لیا کہ مسیح واقعی لعنتی بن گیا تھا۔ مگر اس کی توجیہ یہ بتائی کہ وہ (گنہگاروں کی خاطر) ہمارے لئے لعنتی بنا تھا۔ اور یہ نہ سمجھ سکا کہ لعنتی مردود و شیطان کو کہتے ہیں اور لعنتی مسیح نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی مسیح لعنتی بن سکتا ہے۔ مگر پادری صاحب پولوس کے "لعنت سازی کے کارخانہ" کو "مرزائی لعنت سازی" کا کارخانہ قرار دے کر اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں۔

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اناجیل میں مسیح کی موت اور جی اٹھنے کا ذکر موجود ہے مگر سوال یہ ہے کہ انجیل نویسوں میں سے کس نے صلیب کے واقعہ کے وقت مسیح کی نبض دیکھ کر موت کا فتوے صادر کیا تھا۔ اور ان میں سے کون اس کی موت کا گواہ ہے؟ صلیبی صدمہ سے اول بیہوشی کا طاری ہونا لازمی امر تھا۔ اس بیہوشی کا نام مصلحتاً موت رکھ دیا گیا اور اس طرح مسیح کو لعنتی موت کے نتیجہ میں کاذب ثابت ہونے سے بچا لیا گیا۔ کیونکہ

اول۔ صلیبی موت سے بچاؤ کی پیشگوئیوں کا ذکر زبور میں موجود ہے

دوم۔ مسیح کی اپنی پیشگوئی کا ذکر اناجیل میں موجود ہے

سوم۔ صلیب سے متعلق واقعات ان کی صلیبی لعنتی موت کے خلاف ہیں

چہارم۔ نئے عہد نامہ میں صاف ذکر موجود ہے کہ وہ صلیبی موت سے بچائے گئے تھے

پنجم۔ حکماء یونان و روم کے بیان بھی صلیبی موت کے مخالف ہیں۔

یہ امور یہود اور رومی حکومت کے مسیح کی صلیبی موت پر اتفاق کو پاش پاش کر رہے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے شہادات پیش کر کے تمام عیسائیت کا جھوٹ کھول کر رکھ دیا ہے۔ اور عالم عیسائیت ان شہادات کو غلط ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے ان شہادات کا نام متواترات کا انکار اور ہوا بازی اور تاویلیں رکھنا دجالی صفت پادریوں ہی کا کام ہے۔

پادری صاحب موصوف ان زبردست ثبوتوں و دلیلوں و شہادات کا نام "قادیانی عذرات" رکھ کر لکھتے ہیں

"خداوند نے یہ نہ فرمایا تھا کہ یوناہ نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا تھا ایسے ہی مسیح بھی تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ بلکہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یوناہ کی طرح مسیح زمین میں تین رات دن رہے گا۔ زندہ رہنے کا کوئی ذکر متی ۱۲: ۴۰ میں موجود نہیں۔"

پادری صاحب علم البیان کی رو سے زندگی کے ذکر کا ہم سے مطالبہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:-

زندگی کا لفظ اپنی طرف سے ملانا کسی دیانتدار حق پرست اور معقولیت پسند شخص کا کام نہیں۔

(ھما صفحہ ۲۶ کالم ۲)

دراصل پادری صاحب انجان بن رہے ہیں۔ یہود نے مسیح سے نشان کا مطالبہ کیا تھا اس کے جواب میں مسیح نے فرمایا تھا کہ تم کو یہ نشان دیا جائے گا کہ

"جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا"

(متی ۱۲: ۴۰)

ظاہر ہے کہ یہود کو یہ نشان بطور پیشگوئی دیا گیا تھا کہ یوناہ نبی کو مچھلی نگل گئی تھی اور ممکن تھا کہ وہ اس کے پیٹ میں مر جاتا مگر وہ تین رات دن اس میں زندہ رہا اور زندہ ہی نکلا۔ یہ امر خلاف توقع تھا مگر یہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ظہور میں آیا۔ یہود کو بتایا گیا تھا کہ تم مجھے صلیب پر لٹکا دو گے اور مجھے اس پر مارنے کی کوشش کرو گے تا کہ میرا کاذب ہونا ثابت کرو لیکن خدا تعالیٰ تم کو ناکام و نامراد رکھے گا۔ اور تمہاری توقع کے برخلاف میں صلیب سے زندہ ہی یوناہ کی طرح بچ نکلوں گا۔ پھر میں زمین میں زندہ داخل ہوں گا اور اسی طرح بعد وہاں سے صحتیاب ہو کر زندہ ہی نکل آؤں گا۔ یہ میرا تمہاری صلیب سے زندہ بچ رہنا اور ہلاک نہ ہونا اور تمہارا اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہنا ایک عظیم الشان نشان میری صداقت ہوگا جو بتائے گا کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت و حفاظت و حمایت میرے ساتھ ہے اور میں اس کی طرف سے صادق مسیح ہوں۔ اور تم ناحق پر ہو۔ یہ ہے نشان یوناہ نبی کے نشان کی طرح جو یہود کو دیا گیا۔ جو بائیبل کے صحیفوں کے عین مطابق ہے۔ اور یوناہ نبی کے ساتھ کامل مشابہت رکھتا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر یہ کوئی نشان نہیں رہتا۔ پادریوں نے صلیبی موت کا اقرار کر کے اس عظیم الشان نشان صداقت کو ہمیشہ کے لئے باطل کر دیا ہے۔ یہ کہنا کہ یہودی اور اہل حکمت یونانی اور اہل حکومت رومی سب یسوع مسیح کی صلیبی موت پر متفق ہیں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یہود مسیح کے دشمن ہیں اور رومی حکومت ان کو خوش کرنا چاہتی تھی اس لئے ان کا بیان گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ یہ صحف بائیبل کے سراسر خلاف زندگی کے بغیر یہ تشبیہ ناکمل و ناقص رہتی ہے اور نہ کوئی نشان قرار پاتی ہے۔ حقیقت کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکنا اور عقل اور واقعات کے برخلاف چلنا واقعی بقول پادری صاحب کسی دیانتدار حق پرست اور معقولیت پسند شخص کا کام نہیں ہو سکتا۔ عقلمند شخص کو چاہیئے کہ وہ عقل سے کام لے کر دیکھے کہ اس تشبیہ میں حقیقی وجہ شبہ کون سا امر زندگی کے سوا ہے جس سے یہ مسیح کی صداقت کا ثبوت بن سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زندگی ہی اصل وجہ شبہ ہے گو وہ لفظاً مذکور نہیں مگر زندگی ہی اس کی اصل جان ہے اس کے بغیر یہ تشبیہ بیکار ہے زندگی کے ذکر کا حوالہ آ گئے ہے

(۲) پلاطوس کی بیوی کی اس خواب کو نظر انداز کر کے جس میں اس کو خدا کی طرف سے یہ بتلایا گیا کہ مسیح کو ہلاک کرنا خدا کی مرضی کے خلاف ہے اور تم لوگوں کی تباہی کا موجب ہے جس کے مطابق اس نے اپنے خاوند کو متنبہ کیا تھا پادری صاحب صرف اس کی تنبیہ کو لے کر فرماتے ہیں کہ پیلاطوس کی بیوی کی اطلاع دور اندیش مسیح کے صلیب پر مرنے کا نتیجہ کسی منطقی دم مطلق سے اخذ کیا جا سکتا ہے؟ پادری صاحب اصل بات کو چھوڑ کر دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی کہ خدا نے خواب کے ذریعہ سے بتایا تھا کہ مسیح کو صلیب پر نہیں مرنا ہے۔ اس سے ظاہر ہے

کہ کفارہ باطل ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ ان کو خواب میں اس کے برعکس یہ بتلاتا کہ اسے تم لوگ ضرور صلیب پر مارو تا کہ یہ کفارہ ہو سکے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اسے صلیبی موت سے بچانے کا اشارہ دیا جس کی وجہ سے پیلاطوس نے صلیب پر چڑھانے کے بعد بھی اسے بچانے کے لئے تدابیر اختیار کیں۔

(۳) بیشک مسیح کو پیلاطوس نے یہود سے لاچار ہو کر صلیب دے دیا مگر اسے درپردہ تدابیر کے ذریعہ سے بچا لیا اور (بیہوشی کی حالت میں) مر جانے کے بہانے سے اتروا کر حواریوں کے حوالے کر دیا۔

(۴) مسیح کے صلیب پر کہے گئے زبور والے فقرہ ایلی ایلی لما سبقتنی (متی ۲۷ : ۴۶) کے متعلق پادری صاحب لکھتے ہیں کہ

"یہ درحقیقت خداوند یسوع مسیح کا صلیبی موت کی پیشگوئیوں کا زبور ہے۔ چنانچہ آیات ۶ - ۷ - ۸ - ۱۱ - ۱۳ - ۱۸ میں شرح کی الفاظ میں اس کے صلیبی واقعات و حالات کا ذکر مذکور ہے اور اس دعا کی مقبولیت کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے کہ اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں (لوقا ۲۳ : ۴۶)"

ہمیں پادری صاحب کی عقل و دیانت دشمنی پر رونا آتا ہے۔ آئیے ہم زبور کے باب ۲۲ و ۳۴ کو دیکھتے ہیں جن کے متعلق عیسائیوں کا یقین ہے کہ وہ مسیح کے صلیبی واقعات کے بارے میں حضرت داؤد کی طرف سے پیشگوئیاں ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کی بجائے زندہ رہنے کی پیشگوئیاں ہیں۔ لکھا ہے:

(الف) "میری سب ہڈیاں گن سکتا ہوں یعنی وہ محفوظ رہیں گی اور توڑی نہ جائیں گی یہ جان کی حفاظت کی پیشگوئی ہے۔ (زبور ۲۲ : ۱۶)

(ب) "تو نے سانڈوں کے سینگوں میں سے مجھے چھڑا دیا ہے" (زبور ۲۲ : ۲۱)

(ج) "جب اس نے خدا سے فریاد کی تو اس نے سن لی" (زبور ۲۲ : ۲۴)

(د) "میرا جسم بھی امن و امان میں رہیگا کیونکہ تو نہ میری جان کو پاتال میں رہنے دیگا۔ نہ اپنے مقدس کو سڑنے دیگا" زبور ۱۶ : ۹ - ۱۰)

(ھ) "تو مجھے زندگی کی راہ دکھلائیگا" (زبور ۱۶ : ۱۱)

(و) "ایلی ایلی لما سبقتنی" یعنی "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" (زبور ۲۲ : ۱)

یعنی تو مجھے ظالموں سے بچا ... بچا تا کہ ... کرنے میں کامیاب نہ ہوں ... اور

اس طرح اپنی پیشگوئیوں کو پورا کر جن میں تو نے بچانے کے لئے وعدہ کیا ہوا ہے۔ نمبر ۴ میں صاف ذکر ہے کہ تو میری جان کو پاتال میں نہ رہنے دیگا جس سے ظاہر ہے کہ مسیح نے زمین کے اندر زندہ ہی داخل ہونا تھا نہ کہ مر کر اور نمبر ۵ میں ذکر ہے کہ وہ مسیح کو نکال کر ایسی جگہ ہجرت کرائیگا جہاں وہ باقی زندگی کے دن پورے کریگا۔

چنانچہ ان اناجیل میں زندگی کی انہی پیشگوئیوں کا حوالہ دیا گیا ہے اور ان کو موت کی پیشگوئیاں نہیں بلکہ زندگی ہی کی پیشگوئیاں تسلیم کیا گیا ہے اور اشارات میں بتایا گیا ہے کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور مسیح کو صلیبی لعنتی موت سے بچا لیا گیا اور یوں بتا دیا گیا کہ صلیبی بیہوشی کا نام موت و جان دینا محض مصلحت کی بنا پر تھا۔ تا کہ ان کو اس لعنتی موت سے جس سے ان کا کاذب ہونا لازم آتا تھا بچا لیا جاتا۔ ایلی ایلی والا فقرہ بتاتا ہے کہ یہ خدا کو بچانے کے لئے عاجزانہ درخواست تھی۔ جس کے لئے یہ فقرہ زبور میں پہلے سے بطور پیشگوئی موجود تھا

(۵) پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اناجیل سے ظاہر ہے کہ مسیح پہر دن چڑھے سے شام تک ۹ گھنٹے صلیب پر رہا۔ قادیانی اسے گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت قرار دیتے ہیں جو کہ بد دیانتی اور جھوٹ ہے۔

جواباً عرض ہے کہ یہ امر کہ اناجیل کے سارے بیانات صحیح ہیں مشکوک ہے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بھی دراصل زیادہ ہے۔ قرین قیاس صرف نصف یا پون گھنٹہ ہے وہ اس سے زیادہ صلیب پر نہیں رہے۔ یوسف آرمتیہ اور حکیم نقادیمس کا منصوبہ اسے جلد اتروا لینے کا تھا اس لئے جلدی ہی کہہ دیا گیا کہ وہ مر گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خبر ہونے پر

"پیلاطوس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا" (مرقس ۱۵ : ۴۴)

آگے لکھا ہے کہ اسے بتایا گیا کہ اسے مرے ہوئے دیر ہو چکی ہے۔ ان ہر دو فقرات سے نمایاں ہے کہ پیلاطوس نے قلت وقت پر تعجب کیا اور اس قلت وقت میں بھی اس کی بیہوشی پر دیر ہو چکی تھی۔ جس سے صلیب کا وقت ... بھی کم ظاہر ہوتا ہے

(۶) یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی تو فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا

اس پر پادری صاحب اس کو یہ رنگ دیتے ہیں کہ سپاہی نے پسلی چھید کر بھالے کو اس کے دل تک اتارا تو دل کے پھٹنے سے خون کی پھٹکی اور پانی الگ الگ صورت میں نکلے۔ بھلا کوئی اس دیانتدار پادری سے پوچھے کہ مذکورہ حوالہ میں دل اور اس کے پھٹنے کا ذکر کہاں ہے۔ پادری صاحب ہم سے پوچھتے تھے کہ یونس والے نشان کی پیشگوئی میں زندگی کا ذکر کہاں ہے۔ ہم نے تو ان کو وضاحت کر کے دکھا دیا کہ بغیر زندگی کے یہ کوئی نشان نہیں ٹھیرتا۔ حالانکہ مسیح نے یہود کے مطالبہ پر نشان دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے اس جگہ یقیناً وجہ تشبیہ میں زندگی ملحوظ ہے۔ جس کا ثبوت زبور کے حوالہ سے ہم دکھا چکے ہیں مگر اب پادری صاحب اوپر والے حوالہ میں دل اور اس کا پھٹنا اپنے پاس سے داخل کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دل کے پھٹنے کے بعد تو وہ قطعاً زندہ قرار نہیں دئے جا سکتے حالانکہ کسی مرے ہوئے جانور میں سے خون بہہ کر نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ خون سوکھ جاتا ہے۔

پس پانی کے علاوہ خون کا بہہ نکلنا مسیح کی زندگی کی دلیل ہے جسے واقعات سے غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہ مرا تھا بلکہ اسے مردہ قرار دے دیا گیا تھا اور اسے بچانے کے لئے یہ تدبیر بڑی کارگر تھی۔ اگر اس موقع پر واقعی بیہوشی یا بظاہر بیہوشی کا نام مرنا رکھ کر بچا لیا گیا تو یہ اس کے نشان کے قیام کے لئے ذریعہ بن گیا۔ جس نے یہود کا منصوبہ خاک میں ملا دیا اور مسیح کو صادق مسیح ثابت کر دیا۔ مگر پادری صاحب دل کے پھٹنے کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

(۷) اس کی ہڈیاں نہ توڑنے کے لئے یہ حیلہ تھا کہ وہ تو مر چکا ہے۔ اگر اسے زندہ بتایا جاتا تو اس کی ہڈیاں توڑ کر اسے مار ڈالا جاتا اس لئے یہ کہہ دیا گیا کہ وہ تو مر چکا ہے اس لئے وہ صلیبی موت سے بچ گیا۔ اور نشان قائم ہو کر پیشگوئی پوری ہو گئی۔ عیسائی بھی عجیب قوم ہے کہ مسیح کو ایک لڑکی کے پاس لایا گیا کہ وہ مر چکی ہے وہ اسے زندہ کر دے۔ مسیح نے دیکھ کر فرمایا لڑکی مری نہیں۔ اس کے باوجود پادری صاحبان آج تک یہی کہتے ہیں کہ وہ مر چکی تھی یہی حال ان کا مسیح کے متعلق ہے۔ کہتے ہیں کہ یوحنا گواہ ہے کہ مسیح صلیب پر مر چکا تھا مگر سپاہی یا کسی اور نے کب اس کی نبض دیکھ کر اس امر کا فیصلہ کیا کہ یہ بیہوشی نہ تھی بلکہ حقیقۃً موت ہی تھی۔ سر جھکا دینا تو اس امر کا قطعی ثبوت نہیں کہ وہ فی الواقع مر گیا تھا بیہوش ہونے والے کا سر بھی تو جھک جاتا ہے۔ اسی طرح بناوٹی طور پر اگر موت کا اظہار کرنا ہو تو انسان سر ڈھیلا چھوڑ سکتا ہے۔ مداری بھی اپنے لڑکے کو لٹا کر اس کا سر ادھر ادھر کپڑے کے نیچے ہلا ہلا کر دکھاتا ہے کہ وہ مر چکا ہے۔ حالانکہ کون نہیں جانتا کہ یہ حقیقت کے خلاف ہوتا ہے اور وہ لڑکا زندہ ہی ہوتا ہے۔

(۸) پادری صاحب لکھتے ہیں کہ مسیح صلیب پر مر گیا تھا اور پھر جی اٹھا تھا۔ اور وہ یوحنا ۲۰ : ۱۹ - ۲۷ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ وہ اس مکان میں دو دفعہ آ موجود ہوا جس کے دروازے یہودیوں کے ڈر سے بند تھے۔ یہ حوالہ دے کر پادری صاحب پوچھتے ہیں کہ "اگر مسیح کا مادی بدن تبدیل ماہیت کے بعد روحانی نہ بن چکا تھا (کرنتھیوں ۱۵ : ۴۴) تو وہ بند دروازوں میں سے دو دفعہ اندر کیسے آ موجود ہوا" (صفحہ ۱۳ کالم ۲)

جواباً عرض ہے کہ اس مکان کے دروازے صرف یہود کے لئے بند تھے نہ کہ مسیح کے لئے بھی۔ آپ کا فرض تھا کہ یہ دکھاتے کہ مسیح باوجود دروازوں کے بند ہونے کے اندر چلا گیا تھا۔ اور دروازہ اس کے لئے نہ کھولا گیا تھا۔

دوسرے مسیح کا بدن روحانی بن چکا تھا تو زخموں کے نشان کیسے قائم رہے۔ پادری صاحب نے اس کا کچھ بھی جواب نہیں دیا اور نہ قیامت تک کوئی عیسائی دے سکتا ہے۔

تیسرے اگر ان کا جسم روحانی و نورانی بن چکا تھا تو اس نے حواریوں سے بھوک کی وجہ سے "مچھلی کا قتلہ" لے کر کیسے کھایا۔ "مچھلی کا قتلہ" تو روحانی و نورانی نہ تھا۔ پادری صاحب اسے بغیر چبائے اور ڈکار لئے ہضم کر گئے ہیں۔ غالباً وہ آسمان پر بھی اس فرضی نورانی و روحانی جسم کے ساتھ کھانے کے ضرور محتاج ہوں گے۔ اور ان کا لنگر وہاں کام کرتا ہوگا۔ مچھلی کے قتلہ کے لے کر کھانے کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے:-

"اس نے ان سے کہا کہ یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اس نے لے کر ان کے روبرو کھایا" (لوقا ۲۴ : ۳۶ تا ۴۳)

یہ دکھانا اسی غرض سے تھا کہ میں جوں کا توں صحیح سالم بچ چکا ہوں۔ اس بنا پر یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے زخموں کے نشان دکھا کر فرمایا کہ "میں ہی ہوں مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔"

اس طرح مسیح نے ان کا شک دور کیا اور ان کو یقین دلایا کہ میں وہی اسی حالت میں ہوں جس حالت میں صلیب سے قبل یا صلیب کے وقت تھا۔ میرا وجود روحانی یا نورانی نہیں بلکہ مادی ہی ہے۔ مگر پادری صاحب اس طرف نہیں آئے اور اس حوالہ اور کرنتھیوں والے حوالہ میں ہم سے تطبیق چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کا کام تھا نہ کہ ہمارا۔ تو اعتراض تھا جسے دور کر کے یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ ان کا وجود نورانی و روحانی بن چکا تھا اور وہ قلب ماہیت کر چکے تھے اور ان کا وجود بدل چکا تھا۔ مگر پادری صاحب اس میں ناکام رہے ہیں اور محض نمائشی شوں سے کام لیکر مطمئن ہو بیٹھے ہیں کہ میں ان کے اعتراض کا جواب دے چکا ہوں۔ یہ طفل تسلیاں واقعی پادری صاحب جیسے ...

مسیح کی نشان کے عین مطابق ہیں۔ مرزا کیا نہ کرتا!

(باقی)

اخبار لنڈن

لنڈن (بذریعہ ڈاک) مکرم نائب امام مسجد صاحب لنڈن مولوی عطاء المجیب صاحب راشد اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ دنوں ۱۶ر جون کو مکرم میاں محمد عالم صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر کی اہلیہ محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ لنڈن میں وفات پا گئی ہیں۔ ان کا جنازہ ۲۳ر جون کو ربوہ لے جایا گیا۔ مرحومہ مکرم مولوی محمد بشیر صاحب شاد سابق مبلغ نائیجیریا کی والدہ تھیں۔ مکرم شاد صاحب کے باقی بھائی مکرم محمد افضل صاحب تہران میں اور اسلم جاوید صاحب و لطیف شاکر صاحب لنڈن میں ہیں۔ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے

ایڈیٹر

نصرت جہاں ریزروفنڈ کی نہایت بابرکت تحریک

آخری میعاد اکتوبر ۱۹۷۲ء تک ہے

جن مخلصین نے "نصرت جہاں ریزروفنڈ" کی بابرکت تحریک میں اپنے مخلصانہ وعدہ جات فرمائے تھے ان میں سے بہت سے احباب کی طرف سے خدا کے فضل سے سو فیصد ادائیگی ہو چکی ہے۔ لیکن بعض احباب کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم تاحال وصول نہیں ہوئی۔ اور بعض احباب کی طرف سے اپنے وعدوں کے مقابل پر وصولی بہت کم ہوئی ہے جن احباب کے ذمہ وعدوں کے بقایا ہیں ان کے لئے میعاد مقررہ تک (جو اکتوبر ۱۹۷۲ء میں ختم ہو جائے گی) اپنے وعدوں کی کل رقم کی ادائیگی مشکل ہو جائے گی اس لئے ایسے احباب سے درخواست ہے کہ وہ ابھی سے ادائیگی کے لئے فکر کریں اور بہتر ہوگا کہ جولائی سے اکتوبر تک کے چار ماہ میں بالاقساط ادائیگی فرما دیں

جملہ وعدہ کنندگان کی خدمت میں ان کا حساب متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی معرفت بھجوایا جا چکا ہے۔ اگر کسی دوست کو حساب نہ پہنچا ہو تو وہ براہ راست دفتر ہذا سے طلب فرما سکتے ہیں

چونکہ یہ تحریک بھی فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرح نہایت بابرکت تحریک ہے جس کے ذریعہ آئندہ جماعت احمدیہ کو خدا کے فضل سے مزید وسعت حاصل ہو گی اس لئے جو احباب اب تک اس تحریک کے وعدہ کی رقم ادا نہ فرما سکے ہوں وہ ہمت اور کوشش کر کے جلد ادائیگی فرمائیں اور اپنے وعدوں کو سو فیصد پورا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ اور ساتھ ہی اپنے پیارے آقا و امام کی خوشنودی کے مستحق بنیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواست ہائے دعا :

۱۔ خاکسار اور خاکسار کے والدین مختلف قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ ان کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل کرے۔ خاکسار عبد الشکور حیدرآباد دکن

۲۔ احباب کرام دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ خاکسار کو امتحان میں کامیاب فرمائے اور اس کے بابرکت نتائج سے نوازے۔ خاکسار محمد یوسف قریشی تیماپوری

۳۔ احباب کرام خاکسار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار عطاء المجیب راشد نائب امام مسجد فضل لنڈن

مساجد کی تعمیر میں حصہ لے کر جنت میں اپنا گھر بنایئے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے وہ گویا اپنے لئے جنت میں گھر تعمیر کرواتا ہے۔ اس میں کیا شبہ ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مسجد کی تعمیر ایک نہایت بابرکت کام ہے۔ اسی غرض کے لئے دفتر ہذا میں ایک مد "تعمیر مساجد" کے نام سے کھولی گئی ہے۔ احباب کرام اس کار خیر کے لئے عطیات بھجوائیں

ناظر بیت المال آمد قادیان

موضع بہادر پور رجوعہ میں بجلی کے ٹیوب ویل کا افتتاح

رپورٹ مرسلہ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان

قریباً دو سال قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دریائے بیاس کی طرف موضع بہادر پور رجوعہ میں ۳۲ سٹینڈرڈ ایکڑ متبادل زمین الاٹ ہوئی تھی۔ زمین کے دخل اور قبضہ کی کاروائی کے بعد اس بارانی زمین کے ایک حصہ کو بہتر طور پر زیر کاشت لانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے گذشتہ سال یہ فیصلہ فرمایا کہ وہاں بجلی کا ٹیوب ویل لگانے کا انتظام کیا جائے تاکہ پانی کا تسلی بخش انتظام ہو جانے سے زمین کی آمد میں معقول اضافہ ہو سکے۔ چنانچہ گذشتہ سال ستمبر اکتوبر میں نظارت جائیداد کی طرف سے اس تعلق میں کاروائی شروع کی گئی۔ سب سے اہم مرحلہ محکمہ بجلی کی طرف سے نئے کنکشن کی منظوری کا تھا جس کے حصول میں بظاہر کئی ایک مشکلات تھیں۔ مگر الحمد للہ کہ ہماری درخواست جب پنجاب بجلی بورڈ کے چیف انجینئر شری ایس ایم کمار صاحب کے پاس پہنچی تو انہوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مذہبی اور خیراتی ادارہ ہونے کی بنا پر ہمدردانہ توجہ فرماتے ہوئے Priority Order ترجیحی سلوک کی ہدایت فرمائی۔ اور ضلع گورداسپور کے Supdt انجینئر صاحب شری جے دیو ملہوترا صاحب نے اس تعلق میں خاص ذاتی توجہ فرماتے ہوئے اس کام کی جلد تکمیل میں تعاون فرمایا جس کے لئے ہم ان افسران کے دلی طور پر ممنون ہیں۔

اصولی منظوری کے بعد جب آخر مئی ۱۹۷۲ء تک بورنگ اور بجلی کی فٹنگ کا کام مکمل ہو گیا اور محکمہ بجلی کی طرف سے گاؤں میں بڑی پاور کا ٹرانسفارمر لگانے کا مرحلہ سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ ایس ڈی او بجلی سری ہرگوبند پور کے پاس مطلوبہ سائز کے پولز موجود نہیں ہیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے جب بٹالہ کے ایگزیکٹو انجینئر شری جی ایس سوکھی صاحب سے ملاقات کر کے جلد انتظام کرنے کے لئے زور دیا گیا تو انہوں نے اپنے ماتحت کسی اور حلقہ کے ایس ڈی او سے پولز کا انتظام کرنے میں تعاون فرمایا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں

دو تین روز قبل پمپ بجلی چالو کرنے کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور یہ تجویز تھی کہ اس گاؤں میں تاریخی پمپ کا افتتاح حضرت امیر صاحب موقع پر جا کر فرمائیں۔ چنانچہ یکم جولائی کو قریباً پونے گیارہ بجے دوپہر حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر مقامی مع دیگر بعض ممبران صدر انجمن احمدیہ بذریعہ جیپ قادیان سے روانہ ہوئے قریباً ۱۲ بجے ہمارا قافلہ گاؤں میں پہنچا جہاں مکرم حاجی خدا بخش صاحب درویش نگران زمین اور منشی ہدایت اللہ صاحب اور منشی غلام قادر صاحب ہمارے انتظار میں تھے۔ ہمارے وہاں پہنچنے پر گاؤں کے سرپنچ اور بعض دیگر معززین بھی جمع ہو گئے پانچ منٹ بعد بارہ بجے دوپہر کو حضرت امیر صاحب نے اپنے دست مبارک سے پمپ چالو فرمایا۔ جب پونے دو منٹ کے بعد اس سے پہلی مرتبہ پانی کا دھارا نمودار ہوا تو حضرت امیر صاحب نے مع افراد قافلہ اجتماعی دعا فرمائی۔ موقع پر شیرینی تقسیم کی گئی اور پونے ایک بجے واپس روانہ ہو کر سوا ایک بجے ہم واپس قادیان پہنچے۔

موضع بہادر پور رجوعہ میں متبادل زمین کا ملنا، وہاں ٹیوب کا لگایا جانا اور ایک رہائشی کمرہ میں ایک مخلص درویش حاجی خدا بخش صاحب کا بطور نگران رہائش رکھنا یہ سب امور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی یاد تازہ کرتے ہیں کہ قادیان کی آبادی دریائے بیاس تک پھیل جائے گی۔ گو یہ نقطہ آغاز ہے مگر انجام کار جس رنگ میں خدا تعالیٰ کو منظور ہوگا اس کے ساتھ مزید ترقیات وابستہ ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ دریائے بیاس کی جانب اس گاؤں میں زمین اور پمپ پانی سلسلہ کے لئے مبارک اور بابرکت ہو آمین۔ منظوری پمپ کے تعلق میں مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام بطور مختار عام سری ہرگوبند پور بٹالہ و گورداسپور جا کر خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح اس کام کی عملی تکمیل کے موقع پر مکرم عبد السلام صاحب درویش مکرم منشی ہدایت اللہ صاحب اور مکرم غلام قادر صاحب درویش اپنے آرام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کئی روز تک متواتر مصروف کار رہے ہیں۔ یہ سب احباب دعا اور شکریہ کے مستحق ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء

آخر اپریل ۷۲ء میں جبکہ کنوئیں کی تیاری کے بعد پمپ کی بورنگ کا کام تھا تو ان دنوں بوجہ فصل کی کٹائی کے موسم کے غیر مسلم لیبر نہیں مل رہے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر ہمارے اپنے درویشان اور ان کے نوجوان بچوں نے وہاں جانے کی پیشکش کی اور قریباً دو ہفتے وہاں قیام کر کے اس مشکل اور صبر آزما کام کو سرانجام دیا۔ بورنگ کے کام میں بعض وجوہ سے روک بھی پیدا ہوئی۔ ان درویشان میں سے مرزا محمود احمد صاحب کی خدمات قابل ذکر ہیں جو تمام عرصہ وہاں مقیم رہے

حضرت امیر صاحب کے ہمراہ افتتاح کے موقع پر مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی ممبر صدر انجمن احمدیہ و ہمراہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید، مکرم قریشی عطاء الرحمن صاحب ناظر بیت المال خرچ، مکرم منظور احمد صاحب سوز ایم اے ناظر تعلیم، مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام، مکرم عبد السلام صاحب نگران تعمیرات، مکرم منشی ہدایت اللہ صاحب، مکرم غلام قادر صاحب، مکرم حاجی خدا بخش صاحب اور خاکسار شیخ عبد الحمید عاجز ناظر بیت المال گئے تھے۔

علاقہ اڑیسہ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

بقیہ صفحہ اوّل

تمام تحریکات پر لبیک کہتے ہوئے اُن پر عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد محترم حکیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کی روشنی میں دعا کی اہمیت اور فضیلت بیان فرمائی۔ اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دعا جیسی نعمت سے مالا مال کر دیا ہے۔ سچ یہ ہے کہ دعا کی حقیقت اور اس کے بے شمار فضائل سے صرف احمدی ہی واقف ہیں۔

بعد میں مکرم صدر صاحب [illegible] کے بعض ایمان افروز واقعات [illegible] جماعت کے لئے تازگی [illegible] بیان کا موجب ہے۔ اس کے بعد دعاؤں کی درخواستوں کے اعلانات سنائے گئے اور اجتماعی دعا کے بعد یہ روحانی اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

بستان [illegible]

[illegible] احباب [illegible] کی [illegible] گاؤں [illegible] کی [illegible] آبادی یہ گاؤں بستی سارے کا سارا احمدیوں کا ہے یہاں مخلص جماعت کی ایک وسیع مسجد قائم ہے اور بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے درسگاہ اور ایک پرائمری سکول بھی قائم ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے یہاں کے بچے اور نوجوان وغیرہ بھی بہت مخلص مستعد اور خدمتگزار ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص اور ایمان میں ازدیاد عطا فرمائے اور سلسلہ کے بہترین خادم بنادے۔ آمین

یہاں کا تربیتی جلسہ بھی بعد نماز مغرب و عشاء محترم مولانا امینی صاحب کی زیر صدارت گاؤں کے اندر ایک کھلی جگہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولانا امینی صاحب نے اپنی ابتدائی تقریر میں اس ساری بستی کے احمدی ہونے پر مبارکباد دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نے بھی تربیتی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض امور پر روشنی ڈالی۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں سورۃ الکوثر کی تلاوت کرنے کے بعد بتایا کہ بعض مفسرین الکوثر سے امام مہدی مراد لیتے ہیں اس طرح خدا تعالیٰ نے ہم احمدیوں کو اس کوثر کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ فصلّ لربّک وانحر کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد صحیح معنوں میں ادا کرنے والے بنیں جس کے نتیجہ کے طور پر انّ شانئک ھو الابتر کے مطابق ہمارے تمام دشمن اور مخالف ناکام و نامراد ہو جائیں اور ہم ترقی اور فتح و نصرت کے منازل

طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔

تیسری تقریر محترم مولانا حکیم صاحب کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے قرآنی علوم کو دنیا میں ضرورت حقہ کے مطابق پھر ایک دفعہ نازل فرمایا۔ محترم حکیم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک تعلیم القرآن پر بھی روشنی ڈالی

آخر میں مکرم صاحب صدر نے فرمایا کہ مخبر صادق نے آخری زمانہ میں آنے والے دجالی فتنہ سے ڈرایا ہے۔ حضرت رسول کریم نے دجال کی کئی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ دجال کی ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ اس کی ایک آنکھ نہ ہوگی۔ یعنی دینی لحاظ سے اس کی دوسری آنکھ اندھی ہوگی۔ اور دنیوی لحاظ سے ایک آنکھ خوب تیز اور روشن ہوگی۔ چنانچہ عیسائی لوگ تثلیث کے باطل عقیدے کے ذریعہ یہ ثابت کر چکے ہیں کہ دینی اعتبار سے ان کی آنکھ بالکل اندھی ہے اور دنیاوی لحاظ سے اتنی تیز کہ [illegible] چاند پر قدم رکھ دیا ہے۔ پھر اس دجالی فتنہ کو ختم کرنے کے لئے پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کے عظیم الشان کارناموں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد دعا ہوئی اور رات ۱۰ ½ بجے یہ تربیتی جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ

سونگھڑہ

جماعت احمدیہ بنگال کے تربیتی پروگراموں سے فارغ ہو کر اراکین وفد بذریعہ کار روانہ ہو کر علاقہ سونگھڑہ کی جماعت دھواں ساہی پہنچے۔ علاقہ سونگھڑہ چند دیہات کا مجموعہ ہے جن میں پانچ گاؤں یعنی دھواں ساہی رسول پور۔ گوپال پور۔ کوسمی اور محی الدین پور میں ہماری جماعتیں قائم ہیں۔ کوسمی میں جامع مسجد ہے اس لئے جمعہ پڑھنے کے لئے تمام جماعتیں یہاں جمع ہوتی ہیں۔ اس علاقہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی احمدیت کی شعاعیں پہنچی تھیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی ۱۲ افراد کو احمدیت قبول کرنے اور صحابیت کا مقام حاصل کرنے کی توفیق ملی تھی۔ یہیں سے احمدیت کا پیغام اڑیسہ کے مختلف علاقوں میں پہنچنے لگا اور آج بفضلہ تعالیٰ اس صوبہ کے مختلف علاقوں میں فعال جماعتیں قائم ہیں۔ اور بعض گاؤں کے گاؤں احمدیوں کے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اراکین وفد کے قیام اور جلسہ وغیرہ کا انتظام دھواں ساہی میں کیا گیا۔ وفد کا نہایت پرتپاک استقبال ہوا۔ اور شام تک ملاقاتوں اور گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد نماز مغرب و عشاء مکرم مولانا امینی صاحب کی زیر صدارت جلسہ گاہ میں منعقد ہوا جو خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد صاحب صدر نے قرآنی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ..... الخ کی تلاوت کرنے کے بعد بتایا کہ ایمان بیج کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کی آبیاری عمل صالح کے پانی سے کی جاتی ہے۔ اگر عمل صالح نہ ہو تو ایمان کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ہمیں مختلف قربانیوں کے بعد احمدیت پر ایمان لانے کی توفیق ملی ہے۔ اس لئے اس ایمان کو برقرار رکھنے کے لئے اعمال صالحہ کی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں مختلف تبلیغی و تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔

مکرم بشیر الدین صاحب تارا کوٹی کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ ... الخ کی تلاوت کر کے بتایا کہ جس طرح مرور زمانہ کی وجہ سے موجودہ مسلمان ایمان سے محروم رہ گئے اور ان کے قلوب سخت ہو گئے ان سے سبق حاصل کرتے ہوئے اس علاقہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے ذریعہ جس روحانی نور کا نزول ہوا ہے اس کی حفاظت کرنا اور اس کی شعاعیں دیگر علاقوں میں بھی پھیلانا ہمارا فرض ہے۔ آخر میں محترم مولانا حکیم صاحب نے نشاۃ اولیٰ اور نشاۃ ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے عمدہ رنگ میں احمدیت کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ ½ ۱۰ بجے یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی آمد مورخہ ۹ جون بروز جمعۃ المبارک

۱۲ بجے کے قریب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع فیملی بذریعہ موٹر کار تشریف لائے۔ الحمد للہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد محترم موصوف بذریعہ موٹر سائیکل کوسمی جامع مسجد تشریف لے آئے۔ آپ کے پہنچتے ہی سارے احباب نے نہایت والہانہ محبت اور خلوص سے نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے استقبال کیا۔

ڈیڑھ بجے محترم صاحبزادہ صاحب نے نہایت ایمان افروز خطبہ دیا۔ مختلف تقریبوں میں شامل ہونے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب اور اراکین وفد شام تک دھواں ساہی تشریف لے آئے۔

بعد نماز مغرب محترم موصوف کی زیر صدارت جماعت احمدیہ سونگھڑہ کا دوسرا تربیتی اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد سب سے پہلی تقریر خاکسار کی ہوئی۔ میں نے آیت قرآنی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کی تلاوت کرتے ہوئے خلافت کے ساتھ مکمل طور پر وابستگی اختیار کرنے اور [illegible] اتفاق اور باہمی

محبت و الفت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

بعدہٗ محترم مولانا حکیم صاحب نے خلیفۂ وقت کی تحریکات کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے تحریک تعلیم القرآن، وقف عارضی، نصرت جہاں ریزرو فنڈ وغیرہ پر روشنی ڈالی اور ان تحریکات پر لبیک کہنے کی ضرورت پر زور دیا۔

تیسری تقریر محترم مولانا امینی صاحب کی تھی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کا روحانی مقام کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا میں جتنی جماعتیں ہمیں نظر آتی ہیں سب انسان کی بنی ہوئی ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ خدا کی قائم کردہ جماعت ہے۔ ساری دنیا نے اس کو مٹانے کی کوشش کی لیکن سب مٹ گئے اور احمدیت بڑھتی چلی گئی اور بڑھتی رہی۔ اسی ضمن میں آپ نے مختلف تاریخی واقعات سے نہایت دلچسپ انداز میں سامعین کو محظوظ کیا۔

آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ جب دنیا میں اپنے مامور کو مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ذریعہ ایک روحانی اور فعال جماعت کا قیام عمل میں آتا ہے۔ انسان کی زندگی محدود ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے مامور بھی انسان ہی ہوتے ہیں جس غرض کے لئے وہ بھیجے جاتے ہیں ان کی وفات کے بعد ان کا مشن ختم نہیں ہوتا۔ مامور کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ اس مشن کی تکمیل ہوتی رہتی ہے۔ اور اس طرح ان کی آمد کی غرض پوری ہوتی ہے۔ محترم موصوف نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت۔ آپؐ کے عالمگیر مشن۔ آپؐ کے وصال کے بعد خلافت کا قیام اور اس طرح آپؐ کے مشن کے فروغ کے بارے میں مختلف ایمان افروز تاریخی شواہد بیان فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ نبی کے فیض کی برکت سے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے خلفاء کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نبیوں کی طرح خلفاء کے دلوں میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ غیر معمولی پیار و محبت ودیعت فرماتا ہے۔ اور جماعت میں بھی خلیفہ کے ساتھ بے نظیر فدائیت۔ اطاعت اور محبت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

حضرت میاں صاحب نے دوران تقریر خلافت کے ذریعہ جماعت میں خدائی تائید و نصرت کے کئی واقعات سنائے۔ آپ نے فرمایا آج خلافت ثالثہ کے دور میں بھی نمایاں رنگ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نظر آ رہی ہے۔ ہر صبح ہمیں احمدیت کی فتح و نصرت کی بشارت مل رہی ہے۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ خدا نے ان بشارتوں کے ساتھ مختلف فرائض اور احکام بھی عاید فرمائے ہیں۔ ان کی طرف توجہ دینا ان بشارتوں کو قریب لانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

حضرت میاں صاحب کی اس ایمان افروز تقریر کے بعد رات کے گیارہ بجے یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا

اعلاناتِ نکاح

مورخہ ۹ر جون صبح ۱۰½ بجے مکرم مولانا امینی صاحب نے دو نکاحوں اور بعد نمازِ جمعہ محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے آمین۔

روانگی برائے کیندرہ پاڑہ

جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں سے فارغ ہوکر اراکینِ وفد سونگھڑہ سے روانہ ہوکر بعد دوپہر کیندرہ پاڑہ پہنچے۔ محترم صاحبزادہ صاحب بھی مع افرادِ خاندان یہاں بذریعہ موٹر کار تشریف فرما ہوئے۔ احباب جماعت سے انفرادی ملاقات اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب کی اقتدار میں مغرب وعشاء کی نمازیں تمام احبابِ جماعت نے ادا کیں اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے مع اراکینِ وفد و احبابِ جماعت اس قطعۂ زمین کا معاینہ فرمایا جو تعمیرِ مسجد کے لئے تجویز کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سب قیام گاہ پر واپس آئے۔ اور تعمیرِ مسجد کے بارے میں باہم مشورہ کیا گیا۔ اور مسجد تعمیر کرنے کے لئے باقاعدہ پروگرام اور مسجد کمیٹی بنائی گئی۔ اس سلسلہ میں محترم صاحبزادہ صاحب نے قیمتی نصائح اور مشوروں سے نوازا۔ اس طرح رات کے ۱۱ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے دن صبح محترم صاحبزادہ صاحب مع فیملی اور اراکینِ وفد بھونیشور تشریف لے گئے۔

بھونیشور

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بھونیشور میں ہمارا قیام سرکاری مہمانوں (State guests) کی حیثیت سے تھا اس لئے ہمیں لینے کے لئے دو سرکاری کاریں بھونیشور سے کیندرہ پاڑہ بھیجی گئی تھیں۔

جماعت احمدیہ بھونیشور کی طرف سے یہاں پبلک مقام پر تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن یہاں کی تبدیلیٔ وزارت کے سلسلہ میں کانگریس کی طرف سے ہنگامی طور پر اس مقام پر پبلک جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ اس لئے یہی مناسب سمجھا گیا کہ ہم اپنا جلسہ ملتوی کریں۔ اس سے احبابِ جماعت میں افسردگی چھا گئی تھی لیکن محترم صاحبزادہ صاحب کے دیدار و ملاقات اور آپ سے گفتگو کے نتیجہ میں ان کی تمام افسردگیاں دُور ہوگئیں۔ اور بعد نمازِ مغرب وعشاء دیر تک احبابِ جماعت آنمحترم سے مستفیض ہوتے رہے۔

دوسرے دن محترم صاحبزادہ صاحب اراکینِ وفد کے ہمراہ دو سٹیٹ کاروں میں کونارک اور پوری کے تاریخی اور قابلِ دید مقامات کو دیکھنے کے لئے گئے۔ اور رات کے ۹ بجے تک واپس بھونیشور آئے جہاں احبابِ جماعت ہمارے منتظر تھے۔ رات بہت دیر تک اُن کے درمیان بیٹھ کر مختلف جماعتی و تربیتی امور میں مشاورت کرتے رہے۔ اس کے بعد دوسرے دن محترم صاحبزادہ صاحب مع فیملی اور محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج بذریعہ سٹیٹ کار جماعت ہائے احمدیہ بھدرک۔ کرڑاپلی اور بنگال کے دورہ کے لئے تشریف لے گئے۔

محترم مولانا امینی صاحب، مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ یاری پورہ (کشمیر) اور خاکسار جماعت احمدیہ کیرنگ کے لئے بذریعہ کار روانہ ہوئے۔ راستہ میں تھوڑی دیر محترم جناب فضل الرحمٰن صاحب سابق پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کے دولت کدہ میں آرام کیا اور شام کو چار بجے بذریعہ کار روانہ ہوکر ½ گھنٹہ کے بعد کیرنگ پہنچے۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) — خاکسار کے خُسر محترم جے۔ عابد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کرنول ایک عرصہ سے ہاتھوں میں شدید درد کی تکلیف سے دوچار ہیں جس کی وجہ سے طبیعت اکثر ناساز رہتی ہے۔ علاج جاری ہے تاہم کوئی خاطر خواہ افاقہ نظر نہیں آرہا۔ جملہ بزرگان و احبابِ جماعت اور درویشانِ کرام کی خدمت میں موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔

خاکسار: عبدالحفیظ قریشی۔ تیماپور (میسور)

(۲) — خاکسار آئندہ ماہ اگست میں M.Sc. کے امتحان میں شریک ہونے والا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و درویشانِ کرام سے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اپنے خاص فضل وعنایت سے ناچیز کو اس امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی عطا فرمائے اور حقیر کو خادمِ دین بنائے آمین۔

خاکسار: سید ظفر الدین احمد۔ سونگھڑہ۔ (اڑیسہ)

ولادت

مورخہ ۲۵/۲۴ احسان (جون) ۱۳۵۱ ہش کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے مکرم خضر محمود صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ شیموگہ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ دوست دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر دے۔ اور خادمِ دین بنائے۔ موصوف نے اس خوشی میں پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے اعانتِ "بدر" میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار: فیض احمد مبلغ شیموگہ

اِدارِیَہ — بقیہ صفحہ نمبر (۲)

معاف فرمائیے! ایں ہمہ آوردۂ تُست والی بات ہے۔ یہ علماء ہی کا کارنامہ ہے جو ایک وقت تک مسلمانوں کے دماغوں میں امام مہدی کے بارے میں عجیب وغریب تصورات بٹھاتے رہے۔ اور آج جب ان تصورات کا نتیجہ سامنے آرہا ہے تو کوسنے دینے لگے ہیں۔ کیا یہ علماء کا دیا ہوا تصور نہیں کہ امام مہدی کے ایک ہاتھ میں تلوار ہوگی جس سے وہ کفار کے سر قلم کرتے چلے جائیں گے۔ اور مسیح موعود کے سانس میں ایسی تاثیر ہوگی کہ اُن کے دم سے کفار جاں بحق ہوتے چلے جائیں گے۔ اسی طرح یہ بھی کہ امام مہدی اس قدر خزانے بانٹیں گے کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ خیالات تھے جو بار بار عامۃ المسلمین کے دماغوں میں ڈالے جاتے رہے۔ پھر کسی کو کیا پڑی تھی کہ محنت کرتا، اور بدلتے ہوئے حالات کا کھلی آنکھ سے مطالعہ ہی کرتا۔ دراصل یہ خواب آور گولیاں تھیں جو علماء زمانہ وقتاً بعد وقتٍ عامۃ المسلمین کے حلق میں اتارتے رہے۔ جن سے ایک طرف تو اُن کے دماغ مختل ہوگئے اور دوسری طرف اُن کی قوتِ عملیہ ماری گئی —!! انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

یہ سچے امام مہدی ہی تھے جنہوں نے ان تمام غلط خیالات کی پُر زور تردید کی۔ مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر عمل کے میدان میں آنے کی دعوت دی۔ اس مقام پر بھی حضرات علماء ہی درانداز ہوئے۔ اور مخالفت کا ایسا طوفان برپا کیا کہ مسلمانوں کے اس سچے خیرخواہ کی بات تک سُننے نہ دی۔ اس کش مکش میں ایک طرف علماء مسلمانوں کو اپاہج بنانے پر مُصر رہے اور دوسری طرف حضرت امام مہدی اپنی خداداد قوتِ قدسیہ سے اُن کے اندر زندگی کی ایک نئی رُوح پھونکتے چلے گئے۔ اور اسی "اپاہج قوم" سے ایسے افراد بھی تیار ہوتے چلے گئے جو نہ صرف یہ کہ خود زندہ ہوئے بلکہ دیگر بہت سے افراد کو زندگی بخشنے کے قابل بن گئے — اور بن رہے ہیں — اس کا نظارہ ساری دُنیا میں جاری شدہ احمدیہ جماعت کی کامیاب تبلیغی مہمات کی شکل میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جو آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتی ہیں۔ اور اسی موضوع پر خود معاصر بھی متعدد بار جماعتِ احمدیہ کو خراجِ تحسین پیش کرچکا ہے۔ فھل من مُدّکر!!

(باقی آئندہ)

درویش فنڈ

تمام ایسے بھائیوں کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے یاد دہانی بھجوائی جاچکی ہے جنہوں نے درویش فنڈ کے لئے مخلصانہ وعدے کر رکھے تھے۔

ان تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ مہربانی فرماکر جلد اس طرف توجہ فرمائیں اور جس خلوص اور محبت کے ساتھ اُنہوں نے وعدے فرمائے تھے، اسی خلوص اور محبت کے ساتھ اُن کو پورا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام بھائیوں کو ایفائے وعدہ کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

حضرت رسولِ مقبول صلعم سے محبت کرنیوالو!

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

"سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپؐ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو!! کیا تم اِس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالوگے اور تحریکِ جدید میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دوگے؟"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

محترم ڈاکٹر ملک محمد اسمٰعیل صاحب آف پٹنہ وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ محترم ڈاکٹر ملک محمد اسمٰعیل صاحب آف پٹنہ ۱۸ رجون کو اچانک سانس رُک جانے سے وفات پاگئے انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون ۔ ملک صاحب مرحوم حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند تھے ۔ آپنے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی ۔ اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے ولایت چلے گئے ۔ ولایت سے واپسی پر آپ سرکاری ملازمت میں چلے گئے ۔ اور ایک لمبے عرصہ تک صوبہ بہار واڑیسہ کے ڈائرکٹر اینیمل ہسبنڈری رہے اور اسی پوسٹ سے پنشن پر ریٹائر ہوئے ۔

آپ کی شادی بھاگلپور کے محترم مولوی اختر علی صاحب مرحوم کی صاحبزادی میمونہ خاتون سے ہوئی تھی جن کے بطن سے آپ کی پانچ اولادیں بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں ۔ آپ کے تینوں فرزند اعلیٰ سرکاری عہدوں پر ہیں ۔ بڑے فرزند انوار احمد صاحب ملک کراچی کی سول ایرپورٹ کے منیجر ہیں ۔ اور چھوٹے دونوں فرزند داؤد احمد صاحب ملک اور ظفر احمد صاحب ملک ، امریکہ میں ہیں ۔ آپ کی بڑی صاحبزادی زکیہ بیگم صاحبہ بی ۔ اے کی شادی حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن کے صاحبزادہ سیٹھ محمود احمد صاحب سے ہوئی جو آج کل امریکہ میں ہیں اور سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص خادم محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آبادی (حال ربوہ) کے چھوٹے بھائی ہیں ۔ چھوٹی صاحبزادی عزیزہ صالحہ بیگم صاحبہ بی ۔ اے کی شادی حیدر آباد دکن کے مشہور مخلص احمدی بزرگ محترم نواب اکبر یار جنگ صاحب مرحوم کے صاحبزادے مکرم نوابزادہ بشیر الدین احمد صاحب سے ہوئی جو دہلی میں ہیں ۔

ملک صاحب مرحوم مع اپنی بیگم صاحبہ کے چند سال قبل اپنے فرزندوں اور بڑی بیٹی کی ملاقات کے لئے امریکہ تشریف لے گئے تھے ۔ وہیں فالج کا حملہ ہوا لیکن بروقت ڈاکٹری علاج کی سہولتیں میسر آجانے سے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور آپ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ۔ امریکہ سے ہی دو سال قبل انہوں نے اپنی اور اپنی بیگم کی وصیت کرکے بھجوادی تھی جو اسی زمانہ میں منظور ہو گئی تھی ۔ آپنے اپنی وصیت کردہ جائداد کا ایک حصہ گزشتہ سال نقد ادا کر دیا تھا ــــــ آپنے زیادہ تر اعلیٰ سرکاری ملازمت میں گزاری تھی ۔ اور پٹنہ میں پاٹلی پترا کالونی میں آپ کی شاندار کوٹھی بھی موجود تھی اور بھاگلپور میں بھی کافی سکنی جائداد تھی لیکن قادیان کی ابتدائی تعلیم و تربیت کی کشش تھی کہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے آپ مستقل طور پر قادیان آکر رہائش پذیر ہونے کا ارادہ کر رہے تھے ۔ میرے پاس ان کے کئی خطوط اس سلسلہ میں آئے اور مجھے اس امر سے واقعی مسرت تھی کہ وہ قادیان آکر میرے پاس رہائش اختیار کریں گے ۔ میں نے ایک مرتبہ انہیں لکھا کہ میں تو ایک درویش ہوں اور میرا مکان اور ماحول سارا درویشانہ ہے ۔ آپنے ساری عمر شاہانہ زندگی بسر کی ہے آپ سوچ لیں کہ آپ اس ماحول کو برداشت کر لیں گے ۔ اس کے جواب میں انہوں نے یہ بڑا پیارا فقرہ لکھا کہ "میں قادیان میں درویشانہ زندگی بسر کرنے کے لئے آنا چاہتا ہوں" ۔ مجھے ان کی یہ ادا بہت پسند آئی ۔ چنانچہ میں گزشتہ سال اُن سے ملاقات کے لئے بیوی بچوں سمیت دہلی گیا جہاں وہ عزیزہ محترمہ صالحہ بیگم صاحبہ کے ہاں مقیم تھے ۔ میں نے پھر اُن پر واضح کیا کہ میں آپ کے سابقہ شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے بھی واقف ہوں ۔ آپ قادیان کے چھوٹے سے درویشانہ ماحول میں بقیہ زندگی بسر کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیجئے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے دل میں قادیان کی محبت بس چکی تھی ۔ ان کا جواب تھا کہ میں اپنے آپ کو تیار پاتا ہوں ۔ اور کسی تکلف کے بغیر تمہارے ہاں درویشانہ زندگی بسر کروں گا ۔ البتہ اس سے پہلے میں وطن جاکر اپنی جائدادوں وغیرہ کو ٹھکانے لگانا چاہتا ہوں ۔ چنانچہ وہ دہلی سے پٹنہ تشریف لے گئے ۔ اُن کا ارادہ فروری مارچ ۱۹۷۲ء میں قادیان آنے کا تھا لیکن پنجاب کی شدتِ گرما کے خوف سے یہ ارادہ اکتوبر تک ملتوی کر دیا ۔ اور پھر عمر نے وفا نہ کی ۔

ملک صاحب مرحوم نے پٹنہ میں وفات پائی ۔ اور آپ کی نعش کو فی الحال بھاگلپور میں امانتاً دفن کیا گیا ہے ۔ غالباً جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مرحوم کے ورثاء نعش کو قادیان لا سکیں گے ــــــ مرحوم کی وفات کی اطلاع ملنے پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے ۳۰ رجون کو بعد نماز جمعہ جملہ درویشوں کی کثیر تعداد سمیت جنازہ غائب پڑھا اور فرمایا کہ ملک صاحب مرحوم ہمارے ساتھ قادیان میں تعلیم پاتے رہے ہیں اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین ::

افسوس ملک نذیر احمد صاحب پشاوری درویش وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۳ر جولائی ۔ افسوس آج رات پونے تین بجے بوقت سحر مکرم ملک نذیر احمد صاحب پشاوری درویش بعمر ۵۱ سال اچانک وفات پاگئے انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون ۔ مرحوم کی عام طبیعت بالکل اچھی تھی ۔ آج رات بعد نماز عشاء ہفتہ قرآن کریم کے سلسلہ میں مسجد اقصیٰ میں منعقدہ جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر لگایا اور جلسہ کی کارروائی آخر تک سُنی ۔ خیریت سے گھر آئے ۔ رات اڑھائی بجے کے قریب پیٹ میں درد کی معمولی شکایت کی جس پر مکرم حکیم بدرالدین صاحب عامل خود اُن کے ہاں گئے ۔ طبیعت پوچھی تو بتایا کہ ابھی قے آئی ہے اور اب طبیعت اچھی ہے ۔ مکرم عامل صاحب نے ان کے بڑے بیٹے منیر احمد کو چند گولیاں دیں کہ اگر طبیعت پھر متلائے تو یہ گولیاں استعمال کی جائیں ۔ منیر احمد گولیاں لے جاکر ابھی اپنے گھر پہنچا ہی تھا کہ ملک صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ۔ اُن کے گھر والوں نے سمجھا کہ بے ہوش ہوگئے ہیں ۔ مکرم عامل صاحب کو جلد بلایا ۔ راقم الحروف بھی کچھ دیر بعد پہنچ گیا مکرم عامل صاحب نے آکر دیکھا تو نبض ختم ہو چکی تھی وہ تو اُن کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس پہنچ چکے تھے اتنے میں مکرم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ بھی پہنچ گئے ۔ انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی ۔ سب نے مکرم بھائی بہادر خان صاحب درویش (جو ملک صاحب مرحوم کے ہم زلف ہیں اور ابھی وقت مع اہل وعیال وہاں آچکے تھے) کے ذریعہ ملک صاحب کے اہل وعیال کو صبر کی تلقین کی ۔ ایک گھنٹہ بعد نماز فجر کے وقت یہ خبر سارے محلہ احمدیہ میں پھیل گئی ۔ جس نے بھی مرحوم کی اچانک وفات کا سُنا ہکا بکا رہ گیا انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون ۔

بعد تجہیز و تکفین بوقت دس بجے احاطہ لنگر خانہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے درویشانِ کرام کی بھاری تعداد سمیت نمازِ جنازہ پڑھائی اور موصی ہونے کے باعث مرحوم کا جنازہ بہشتی مقبرہ لے جایا گیا ۔ جہاں قطعہ نمبر ۹ میں مرحوم کو سپردِ خاک کیا گیا ۔ قبر کی تیاری پر بوقت سوا بارہ بجے حضرت بھائی اللہ دین صاحب صحابی درویش نے اجتماعی دُعا کرائی ۔

مرحوم نہایت درجہ نیک ، متقی ، خادمِ دین ، صابر و شاکر اور مخلص درویش تھے ۔ شروع زمانہ درویشی سے تادم آخر سلسلہ کی مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے ۔ کئی سال تک دفتر نظارت امور عامہ میں محرر ڈاک کی ڈیوٹی خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہوئے حال ہی میں دفتر نظارت دعوۃ وتبلیغ میں تبدیل ہوئے تھے ۔ اپنے فرائضِ منصبی کو ہمیشہ ہی نہایت خوش اسلوبی اور پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کیا ۔ اور کبھی کسی خدمت سے انکار نہیں کیا ۔ انچارج لاؤڈ اسپیکر مسجد اقصیٰ کے رخصت پر جانے کے سبب چند روز سے علاوہ دوسری ڈیوٹی کے بطور قائم مقام انچارج لاؤڈ اسپیکر بھی خدمت کرتے رہے ۔ حتیٰ کہ اپنی وفات سے پانچ چھ گھنٹے قبل تک ہفتہ قرآن کریم کے جلسہ میں اس خدمت کے بجالانے کی سعادت پائی ۔

بہت شگفتہ مزاج ۔ بزلہ سنج اور سادہ طبیعت کے مالک تھے ۔ جن کی حسین یاد درویشانِ قادیان کے دلوں سے کبھی نہ مٹ سکے گی ۔

مرحوم اپنے پیچھے ۳ بچے ۴ بچیاں اور ایک سوگوار بیوہ چھوڑ گئے ہیں ۔ بڑے بیٹے عزیز منیر احمد کی عام صحت اور دماغی حالت بھی کوئی زیادہ اچھی نہیں ۔ اس سے چھوٹی بیٹی کا نکاح کر چکے ہیں ۔ رخصتانہ کرنے والے تھے کہ حالیہ جنگ کے سبب اس فریضہ کی تکمیل نہ کر پائے ۔ باقی سب بچے بالکل چھوٹی عمر کے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں بلند درجات پر فائز کرے اور آپ کے تمام اہل وعیال کو اس جانکاہ صدمہ پر صبرِ جمیل کی توفیق دے اور ہر طرح اُن کا حامی و ناصر ہو آمین ::

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں

کوالٹی اعلیٰ ــــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRARADERS,
16-MANGOE LANE CALCUTTA-1
تار کا پتہ :- "Autocentre"
فون نمبرز :- 23-1652
23-5272